اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

الحکم

چہ گویم باتو گرانی چیاد رقادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۱۲ | دارالامان قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۴ | جلد ۸

فہرست مضامین

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۵
خواص اور معاونین سے .. ۱۰
ہندوستان سے باہر .. ۶
غیر مذاہب والوں سے .. ۶
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے جنکی آمدنی ...

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء

اور ایسی بیباکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جائیگا۔ یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقوی شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کیلیے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے† اور انکا اتفاق اسلام کے لیے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہونچایا ہے اور اسکے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگایا ہے۔

حاشیہ* مضمون تبلیغ جو اس عاجز نے اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں شائع کیا ہے جسمیں بیعت کے لیے حق کے طالبوں کو بلایا ہے اسکی مجمل شرائط کی تشریح یہ ہے۔ **اول** بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اُس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ **دوم** یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر یک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ **سوم** یہ کہ بلاناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کی پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے خدا تعالی کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔ **چہارم** یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ **پنجم** یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالی کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا اور ہر یک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلیے اسکی راہ میں تیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اُس سے منہ نہیں پھیریگا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔ **ششم** یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ **ہفتم** یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی

بقیہ حاشیہ بسر کریگا۔ **ہشتم** یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ **نہم** یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا

حاشیہ† اس جماعت کے نیک اثر سے جیسے عام خلائق متمتع ہونگی ایسا ہی اس پاک باطن جماعت کے وجود سے گورنمنٹ برطانیہ کے لیے انواع و اقسام کے فوائد متصور ہونگے جن سے اس گورنمنٹ کو خداوند عزوجل کا شکر گذار ہونا چاہیے۔ از انجملہ ایک یہ کہ یہ لوگ بجوش اور دلی خلوص سے اس گورنمنٹ کے خیرخواہ اور دعاگو ہونگے کیونکہ بموجب تعلیم اسلام (جسکی پیروی اس گروہ کا عین مدعا ہے) حقوق عباد کے متعلق اس سے بڑھ کر کوئی گناہ کی بات اور خبث اور ظلم اور پلید راہ نہیں کہ انسان جس سلطنت کے زیر سایہ امن و عافیت سے زندگی بسر کرے اور اسکی حمایت سے اپنے دینی اور دنیوی مقاصد میں آزادی سے کوشش کر سکے اسی کا بدخواہ و بداندیش ہو بلکہ جب تک ایسی گورنمنٹ کا شکر گذار نہ ہو تب تک خدا تعالی کا بھی شکر گذار نہیں۔ پھر دوسرا فائدہ اس بابرکت گروہ کی ترقی سے گورنمنٹ کو یہ ہے کہ انکا عملی طریق موجب انسداد جرائم ہے۔ فتفکروا و تاملوا۔ منہ

ثبوت نبوت وجدانی طریق سے

رقیمہ جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی

قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً الذی له ملک السمٰوات والارض۔

یعنی اے نبی لوگوں سے کہدے کہ میں تم سب کی طرف ایسے بادشاہ کی جانب سے رسول آیا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے۔ انسان کی عادت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ بادشاہوں اور نوابوں کے قاصدوں اور ایلچیوں کی طرف عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور انکی رسالت کا واجب احترام کرتا ہے اور انکی یہ اطاعت و تعظیم بمقدار مراتب ہر بادشاہ اور نواب کی وسعت ملک اور انکی عظمت و جلالت پر موقوف ہوتی ہے۔ اسی معیار و متعارف دستور کے موافق جناب ہادی کامل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اختیار برا جلیل الشان دعوی کیا۔ کہ میں کل دنیا کے انسانوں کی طرف رسول بنکر آیا ہوں۔ کسی چہوٹی سی بستی کے مالک نواب یا معمولی محدود الاختیار بادشاہوں کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی جانب سے جو زمین و آسمان کا مالک الکل شہنشاہ ہے۔ پہر فرمایا۔ فاتقوا الله یا اولی الالباب الذین اٰمنوا قد انزل الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم اٰیات الله مبینات لیخرج الذین اٰمنوا و عملوا الصٰلحٰت من الظلمات الی النور

یعنی اے دانشمندو جن میں ایمان کا بیج ہے۔ اللہ تعالے سے ڈرو۔ اس نے تمہاری طرف تمہیں بہولی بسری ہوئی تعلیم حق یاد دلانیوالا رسول بہیجا ہے۔ جو اللہ تعالے کی واضح آیتیں اور حق کی کہلی کہلی تعلیم تمہارے سامنے پیش کرتا ہے (یعنی انسان پرست نصاری کے عقیدہ تثلیث و کفارہ کی طرح ناقابل فہم اور عقل بر ہمزن کوئی بات نہیں۔ بلکہ صفائی اور وضاحت میں یہ تعلیم اپنی صداقت کی آپ گواہ ہے) اور اس تعلیم کی علت غائی یہ ہے کہ راستباز اور نیکوکار مومنوں کو ہر طرح کی شک و تردد اور خلاف حق عقاید کی تاریکیوں سے نکالکر اس حقیقی نور کی راہ دکہاے۔ جو تمام نوروں کا سرچشمہ اور تمام راحتوں اور لذتوں کا منبع ہے۔ پہر فرمایا۔

یا ایها النبی انا ارسلناک شاهدا و مبشرا و نذیرا و داعیا الی الله باذنه و سراجا منیرا

یعنی اے نبی ہم نے تجہے بہیجا ہے دنیا کیلئے ایک گواہ۔ اور بشارت دہندہ اور آنے والے خطروں سے ڈرانے والا۔ اور اللہ کیطرف اسی کی مرضی سے دعوت کرنیوالا۔ اور روشن چراغ جو خود بہی روشن ہے اور دوسری بہی اس سے ایمان کے چراغوں کو روشن کر سکیں۔

وہ لوگ جن کے اندر رشد و ہدایت کا مادہ ہوتا اور سعادت ان کی مددگار ہوتی ہے۔ ان دعووں کو سنکر خوب سمجہ سکتے ہیں کہ ایک باغرض مکار اور مفسد کاذب کی یہ بساط نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسا طمانیت، وقار اور دلی جرأت سے بہرا ہوا دعوی کرے۔ اور جب یہ دیکہا جائے کہ کس استقامت اور استقلال سے برابر تئیس برس دعوے کرنیوالے نے اس بلند دعوی کو نباہا۔ کسقدر خطرات۔ مصائب۔ زلازل اور زہرہ گداز آفتیں اسکے سامنے آئیں۔ کسقدر تحریکات و ترغیبات دلفریب صورتوں اور ہوش ربا ہیئتوں میں اس کے روبرو جلوہ نما ہوئیں کہ وہ اس دعوے سے دست بردار ہو جائے۔ مگر اس نے نہ تو ترہیب کی پرواکی اور نہ ترغیب کی طرف التفات کیا اور برابر اپنے دعوے پر قائم رہا۔ ان حالات کو دیکہکر سلیم عقل اور رشید ذہن دل کسطرح گوارا کر سکتا ہے۔ کہ ایسے دعوے کرنیوالے کی نسبت خفیف و حقیر راے قائم کرے بہت سے دل کے کچے۔ اپنی اندرونی مایہ سے واقف اور باشعور کاذب بہی کبہی کبہی بلند دعوے کر بیٹہتے ہیں۔ مگر جلد یہ بات ثابت ہو جاتی ہے۔ کہ مختلف تحریکوں۔ ترغیبوں اور تہدیدوں کے زور آور حملے کے مقابل ان کے پاؤں بہت دیر تک جم نہیں سکتے اور ادنے سی تحریک سے انکے ارادوں میں فرق آجاتا ہے اور خفیف سی جانستان دہمکیاں ان کے عزم و کا تار و پود ادہیڑ کر گذرتی ہے۔ نہایت حیرت انگیز امر ہے کہ ایک شخص چالیس برس کی عمر میں اتنے بڑے دعاوی کو

شروع کرتا ہے۔ اور ترپیٹھ برس کی عمر تک باوجود ہزاروں
انقلاب اور صدمات کے پیش آنے کے اُسکو پوری طرح نبھاتا ہے
اسکی زندگی بالکل متضاد باتوں اور سخت متناقض حالتوں
کا سچا اور صحیح نمونہ ہے۔ ایک عرصہ دراز تک وہ بیکس مظلوم
قوم کیطرف انتہا ظلم و ستم کا ہدف ہو۔ اور پورے معنوں میں
بیکس صابر و درویش ہے۔ اور دوسرے وقت میں ایک
زبردست۔ جری اور جان نثار قوم کا مالک ارتکاب مقتدر
سلطنت بادشاہ ہے۔ مگر ان دونوں حالتوں میں رفتار گفتار
حرکات و سکنات اور ہر طرح کے معاملات میں کامل انسانیت
فوق العادۃ مروت و فتوت اور اعلی اخلاق و خصائل کا قابل
اقتدا نمونہ ہے۔ نزول ظلم اور فتن کی مہیب صورت نے اسکے اولو
عزم کا کچا ہے صبر اور جزع فزع کرنیوالا اور اپنے امر منصوبہ
سے دست بردار ہو جانے والا ثابت کیا۔ کامیابی کی فوق
الفوق خوشی اور شہنشاہی اور اقتدار مطلق کے سنہری تاج
نے اس بات کے دکھانے کا موقع دیا کہ وہ متکبر اترانے
والا۔ قابو پا کر دشمنوں سے انتقام لینے والا اور ایک جابر
مغلوب نفس انسان ہے۔ بلکہ دونوں حالتوں میں۔ درویشی
نفس کشی۔ تواضع حلم۔ رعایت حقوق عباد اور ایثار کی
صفت اُس کے پاک وجود میں یکسان طور پر پائیجاتی ہے
نبوت سے پہلی حالت جس میں وہ عام سوسائٹی کا بظاہر
شریک تھا اور ہر طرح جائز طور پر بلاخوف ملامت ان کے
متعارف عیوب اور ناسزا کاموں سے حصہ لے سکتا تھا۔
اُس کی نسبت وہ کس دلی وثوق سے دعوے کرتا ہے۔
فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ۔ یعنی میں اس
دعوی نبوت سے پہلے عمر کا بہت بڑا حصہ تم میں بسر کر چکا
ہوں۔ تم میں کوئی ہے کہ مجھ میں کوئی افترا اور جھوٹ کی
صفت۔ خیانت اور بددیانتی کی صفت۔ بداخلاقی اور
بدمعاملگی کی صفت ثابت کر سکے۔ سیرت کے پڑھنے والے
جانتے ہیں۔ کہ دشمنوں کے سر اس توبیخ آمیز دعوے
کے سامنے نیچے ہو گئے۔ وہ جرات نہ کر سکے کہ اس
چال چلن کی صفائی پر کوئی دھبہ لگا سکیں۔ کیونکہ وہ بہت
مدت اس سے پہلے اُس صادق ذوی عزم کو **الامین
والمامون** تسلیم کر چکے تھے۔ اور در حقیقت کس کا
حوصلہ ہو سکتا ہے کہ جس کا نام عرش عظیم پر **محمد** رکھا گیا ہے
اُس کا نام **مذمم** رکھے۔

الغرض جناب ہادئ اکامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پاک زندگی
ایسا زبردست معجزہ ہے۔ جو تنہا آپ ہی کا حصہ ہے اور یہ
غیر فانی اور ہر زمانے میں کام آنیوالا کامل معجزہ آغاز نبوت
سے کسی کو بھی نہیں دیا گیا۔ آپ نے جس قسم کا دعوے کیا خود
اُس کا غیر متبدل پاک نمونہ دیا اور اپنے بے نظیر نمونہ سے ایک
عظیم کثیر قوم ایسی تیار کر دی جو تمام قوموں اور مذہبوں کے
لیے بطور نمونہ اور گواہ کے ٹھیر گئے اور انہوں نے اپنی
مقدس زندگیوں سے ثابت کر دیا کہ کامل اُستاد کے ہوشیار
شاگرد ایسے ہوتے ہیں۔ وہ کس مپرس امی لوگ رومیوں
اور ایرانیوں کی نگاہ میں حقیر یہود و نصاریٰ کے نزدیک
ذلیل تھے۔ اُس رسول کی پیروی سے جس نے شہنشاہ زمین
و آسمان کی طرف سے ہو نیکا دعوے کیا۔ دنیا کی قوموں
اور ملکوں کے مقتدر مالک اور متصرف بن گئے۔ اور اس
نور اللہ اور **سراج منیر** کی تائید و امداد سے کفر
اور گمنامی کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکلکر شہرت علم
اور بقائے دوام کے نورانی میدان میں آگئے۔

**اللھم صل منی علیہ وآلہ الاف الاف
تحیات و صلوات۔** آمین۔

سنت اللہ میں اس امر کا نشان نہیں ملتا کہ ایک
مامور اور موعود ایک کام کیلئے خدا تعالے کی طرف سے آیا اور ناکامی
اور نامرادی کا سیاہ داغ لیکر دنیا سے اٹھ گیا اور حق کے
دشمنوں نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اگر ایسا ہوتا تو سلسلہ
نبوت درہم برہم ہو جاتا اور حق و باطل مشتبہ ہو جاتے شیعہ
ائمہ اور اہل بیت کو انبیاء کی طرح بلکہ انبیاء سے بڑھکر مامور اور
موعود مانتے ہیں مگر ان کا بالاصل ناکام و حرمان نصیب دکھیہ ہی ذکر سکو ا کے
اور ابھی حسرت دنیا سے اٹھ جانیوالے تسلیم کرتے ہیں۔ (خلافت راشدہ)

فضل الٰہی کی تثلیث اور اسکی راہ

یعنے

الفرقان۔ تکفیر سیئات اور عفو خطیات

(حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کی ایک خطبہ کا خلاصہ)

اگر تم اے مومنو متقی ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک فرقان طیار کریگا اور تمہاری بدیوں کو ڈھانپ دیگا۔ اور تمہارے گناہوں کو معاف کردیگا۔ اور اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایک عجیب طریقہ بتایا ہے جس پر عمل کرنیسے وہ اللہ تعالیٰ کے ان فیضانوں کو حاصل کرتے ہیں جو کسی اور طریق اور راہ سے ملنے ناممکن ہیں ان فیوض و برکات میں سے ایک **فرقان** ہے دوسرا **فضل** تکفیر سیئات اور **تیسرا** فضل عفو خطیات ہے۔

یہ تینوں برکات اور فضل اس قسم کے ہیں کہ ہر ایک انسان فطرتاً انکا خواہشمند ہے کوئی انسان ایسا نہیں جو فطرتی طور پر یہ نہ چاہتا ہو کہ وہ دنیا میں ایسی زندگی بسر کرے کہ کبھی کوئی دشمن اس پر مسلط نہو اور اسکی کامیابی کی راہ میں کوئی روک پیدا نہو اور کوئی قصور اور گناہ ایسا نہو جو دنیا میں رسوا کرے اور کسی کو اُسپر شماتت اور ہنسنے کا موقع دے۔ یہ ایک فطرتی خواہش ہے جو انسان کے اندر موجود ہے۔ ان باتوں کے حاصل کرنیکی ایک راہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بتائی ہے۔ وہ کیا کہ **متقی بنجاؤ** یہ **اصل** اور گُر لا حاصل سمجہا جاتا اگر اس کا کامل نمونہ موجود نہ ہوتا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک **مثال اور نمونہ** کامل انسان امام المتقین صلے اللہ علیہ وسلم کا پیش کیا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کیلئے دنیا میں امر الٰہی کے پہونچانے اور پیغام حق سنانے کیواسطے اُٹھے تو آپ کو کیا کیا مشکلات پیش آئیں۔ مکہ کی سرزمین ساری کی ساری آپ کی مخالفت کیلئے سانپ اور بچھو چھوڑنے لگی۔ مکہ جو بڑی شان و شوکت اور طاقت رکھتے تھے مقابلہ کرنے اور روکنے کے درپے آمادہ ہوئے۔ بعض مساکین جو آپ پر ایمان لائے ان کو ان ائمۃ الکفر نے سخت سخت تکالیف پہونچائیں ان درندوں نے کسی کا پیٹ چاک کردیا کسی پر گرم پتھر رکھے ایک پاکباز مومنہ کو ننگا کر کے اسکی شرمگاہ میں برچھا ماردیا۔ اس سے کہا گیا کہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے۔ مگر اس عالی حوصلہ مومنہ نے اس قسم کی سنگین اور حیا سوز موت کو قبول کیا لیکن گوارا نہ تھا کہ اسلام سے مرتد ہوتا نہ مانا۔ غرض کوئی دکھ کوئی تکلیف ان کے وہم و گمان میں نہ آسکتی تھی جو مشرکین مکہ نے آپ اور آپ کی جماعت کیلئے روا نہ رکھی ہو۔ ایسی حالت اور صورت میں کیا کوئی دنیا پرست جسکی نظر مادی اسباب سے پرے نہیں جا سکتی کہہ سکتا تھا کہ یہ دین ترقی کریگا۔ ہرگز نہیں۔ بڑے بڑے مدبر اور مکہ کے اہل الرائے سردار جو اپنے آپ کو پہاڑ اور کہف کہتے تھے اس کی راہ میں روکیں ڈال رہے تھے۔ اور دوسری طرف عوام کو بدظن اور گمراہ کرنیکے واسطے کہتے تھے۔ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ یہ تو دوکانداری ہے۔ یہودی الگ اپنے رنگ کے اعتراض کرتے تھے۔ اور عیسائی الگ۔ کوئی کہتا تھا کہ قصے سازشیں کرتے ہیں کوئی کہتا کوئی بیان بہت کرتے ہیں غرض ہر شخص اپنے رنگ اور طرز کے اعتراض کر رہا تھا اور آپ کی راہ میں پتھر پھینک رہا تھا۔ لیکن ایسی حالت اور صورت میں بھی خدا تعالیٰ **کامیابی** کی بشارتیں دے رہا تھا اور پھر دنیا نے دیکھ لیا کہ فی الحقیقت جو وعدے اللہ تعالیٰ نے کئے وہ سچے اور پورے ہوئے۔

اور وہ تینوں فضل جو خدا تعالیٰ کامل متقی کو دیتا ہے **امام المتقین** کو جو دنیا کے لئے رسول ہو کر آئے تھے دئیے گئے۔ مثلاً وہ مکہ معظمہ جو اللہ تعالیٰ کی توحید کا پہلا گھر تھا اور جہاں انبیاء علیہم السلام حج کرنے آتے تھے وہ مشرکوں کا ایک مندر بن گیا تھا جس میں ۳۶۰ بت پوجے جارہے تھے۔ وہ مکہ جس میں سے لا الٰہ الا اللہ کہنے والوں کو نکال دیا گیا جہاں مسلمانوں اور خدا کے سچے پرستاروں پر خطرناک اور

خطرناک ظلم روا رکھے گئے۔ وہ مکہ معظمہ جہان تین سال امام المتقین کو ایک غار مین محصور رہنا پڑا جہان سے جنہون کی آوازین آتی تہین وہ مکہ جس کے دروازے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جان جانے کو خدا کا پیغام سن لو۔ اور دکھ دیے جاتے تھے آخر آپ کو قبضہ مین آگیا۔ وہ مکہ جہان سے نکلتے وقت صرف آپ اور ابوبکرؓ تھے لیکن جب دوبارہ وہان داخل ہوئے تو دس ہزار جان نثار آپ کے ساتھ تھے جو لبیک لبیک کہتے آئے۔ اور اسی مکہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ایک چھڑی کے ساتھ ۳۶۰ بتون کی طرف اشارہ کرکے کہا

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

اور وہ ۳۶۰ بت اللہ تعالے کی توحید کے گھر سے نہایت ذلت کے ساتھ باہر پھینکے گئے۔ اسوقت سے لیکر آجتک بت پرستی کی نجاست وہان داخل نہین ہوئی۔ کتنی بڑی عظیم الشان کامیابی ہے۔ اسی طرح مدینہ طیبہ مین بڑی بڑی روکین آپ کی راہ مین ڈالی گئین۔ بنو قریظہ بنو قینقاع اور بنو نضیر یہودیون نے ہر طرح سے آپ کو تنگ کیا۔ ایک مرتبہ آپ پر چکی کا پاٹ پھینکا گیا اور آپ بچ گئے ایک مرتبہ زہر دینے کی کوشش کی گئی۔ مگر وفادار رہے۔ انہون نے اندر اور باہر کے دشمنون سے ملکر ہر قسم کی ریشہ دوانیان کین لیکن انجام کیا ہوا؟ وہ سب نیست ونابود ہو گئے یہ تہا **فرقان** جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا۔ دوسرا فضل یکفر عنکم سیاٰتکم تہا۔ جب اتنی بڑی فتح حاصل ہوئی۔ اور آپ کے بالمقابل ایک جہان کو جو مختلف مذاہب کے حامی اور پیرو کار تھے ابرو کرہا وہ سب اعتراض جو آپ کی پاک ذات پر کئے جاتے تھے خود بخود دُہل گئے۔ کیونکہ جس سے یہ کاریان سرزد ہون جو چور اور ڈاکو ہو۔ وہ اللہ تعالے کی ان عظیم الشان فضلون کا وارث نہین ہو سکتا تہا آدم سے لیکر اسوقت تک کسی نبی کو یہ حاصل ہون

غرض

آپ کی نمایان کامیابیان آپ کو فرقان کا عطا ہونا اور اعتراضون کا دُہل جانا آپ کے سید المتقین ہونے کی زبردست دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس سال پیدا ہوئے ہین وہ قریش پر تنگی کا سال تہا یمن کا بادشاہ خدا کے گھر کو نیست ونابود کرنے کی نیت سے چڑھ آیا تہا اور اس خبیث ظالم کے لشکر مین ایک ہاتھی بہی تہا۔ اسی لئے وہ اصحاب الفیل کہلائے۔ مگر خدا تعالے کے وعدہ کے موافق کہ بیت اللہ کے مقصد کے خلاف کوئی دشمن قابض اور فاتح نہ ہوگا۔ وہ دشمن تباہ ہو گئے۔ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل مین اللہ تعالے اسی کو یاد دلاتا ہے۔ اس مین اشارہ کرتا ہے کہ عرب تیرے وجود کی برکت کو دیکہتے۔ اور اب جو مکہ پر قبضہ دیا جاتا ہے کیا یہ ہو سکتا ہے کہ خدا تعالے کے محبوب کے سوا کسی اور کو ملے؟ ہرگز نہین۔

یہی وجہ تہی کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو مختلف وفود آپ کے پاس آئے اور وہ سال **عام الوفود** کہلایا۔

اگر عیسائی اور دوسرے مذہب والے خدا ترسی کی بو ہوتی اور وہ انبیاء سے واقف ہوتے تو اس نصرت اور تائید کو دیکہتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوتی جسکا نمونہ کسی اور نبی کی زندگی مین موجود نہین ہے تا آپ نے اپنی زندگی کے دونو پہلو بشیر اور نذیر ہونے کو دیکھ دشمن ہلاک ہوگئے اور صحابہ منازل عالیہ پر پہونچ گئے۔ آج پہر اسی نمونہ پر اللہ تعالے نے ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ اسکی راہ مین ہر قسم کی روکین ڈالی جاتی ہین اور اسکے استیصال کیلئے منصوبے اور حیلے کئے جاتے ہین۔ لیکن اللہ تعالے نے کہلی کہلی وحیان کی ہین کہ مین تجہے فرقان دونگا اور یہی حکم دیا جاتا ہے کہ تقوی اختیار کرو جسطرح صحابہ نے اختیار کیا۔

پس اللہ تعالے ہم سب کو توفیق دے کہ ہم بہی **متقی** بن جاوین۔

(آمین)

تعجب کی بات ہے کہ ایک شخص انسانی جامہ مین ہو اور انسانی لوازم اور عوارض کے ماتحت ہو کس دلیل سے فوق العادۃ انسان اسکو مانا جا سکتا ہے صورت شکل سے یہ پہچاننا کہ وہ خدا ہے۔ یہ تو سراسر خیال باطل اور محال ہے اور عقلا ابھی اسکے قائل نہین ہونگے۔ تو پہر یہ حق ہے کہ یہ دیکھا جاوے کہ اسکے افعال اور اعمال ایسے ہین جو انسانی طاقتون سے بڑھ کر ہین اور جو ایسے خدائی کا منصب دلانے ہین اور کوئی معقول دلیل اسکی الوہیت کی ہو نہین سکتی اور یہ سودائے خام ہے۔

(خلافت راشدہ)

حضرت حکیم الامۃ کے ارشادات

جلسۃ الوداع کی تقریب پر دوسرا وعظ

الحکم کی گذشتہ اشاعتوں میں حضرت حکیم الامۃ کا وعظ جلسۃ الوداع کی تقریب پر ہم درج کر چکے ہیں ۱۴ نومبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر حکیم الامۃ نے دوسرا وعظ کیا جس کو ہم آج سے شروع کرتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سورۃ البقر کا پہلا رکوع۔

یہ ابتدا ہے اس پاک کتاب کی جسکا نام فرقان رکھا ہے اور نفس شفا۔ رحمت اور ہدایت کہا ہے۔ وہ پاک کتاب جو اختلاف مٹانے کو بطور حَکَم ہو کر آئی ہے۔ وہ کتاب جسکی ایک صفت یہی ہے کہ وہ کل صداقتوں کا مجموعہ جو اس سے پہلے دنیا کی کسی کتاب میں موجود ہیں یا اسکے بعد تصنیف ہونے والی کتابوں میں ہوں غرض راستی کا کوئی ٹکڑا اور حصہ کہیں اور کسی کے پاس ہے تو قرآن شریف میں بالضرور موجود ہے۔ اور پھر قرآن شریف ان تمام صداقتوں کا جامع ہی نہیں بلکہ ان کا محافظ منصف اور انکو مدلل بیان کرنیوالا ہے۔

یہ خیالی اور خوش کن بات نہیں کہ قرآن شریف کل صداقتوں کا مجموعہ ہے بلکہ قرآن شریف نے بڑے دعوے اور ناز کے ساتھ اسکو پیش کیا ہے چنانچہ مولا کریم فرماتا ہے **فیھا کتب قیمۃ** جس قدر سیدھا کرنیوالی مضبوط اور مستحکم کتابیں ہیں وہ سب اسمیں موجود ہیں۔ اس لئے میں قرآن شریف پر عرصہ دراز تک تدبر کرنے اور خشیۃ اللہ کے ساتھ اسکی تلاوت کرنے کے بعد تحدی کرنے کیلئے تیار ہوں کہ کوئی سچائی اور پاک تعلیم دنیا کی کسی کتاب اور کسی زبان میں پیش کرو۔ قرآن شریف میں وہ ضرور موجود ہوگی۔ یہ تو اس کتاب کی شان ہے پھر اس کتاب کے لانے والے کی شان کو سوچو تو اور بھی عظمت اس پاک کتاب کی کھلتی ہے۔ جناب الٰہی نے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا۔ **نٓ والقلم وما یسطرون** یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جسقدر دواتیں اور قلمیں ہوسکتی ہیں اور پھر جو کچھ ان سے لکھا جاوے وہ سب کی سب تحریریں اس امر پر شاہد ہونگی۔ **ما انت بنعمۃ ربک بمجنون** تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجنون نہیں ہے۔ پھر یہ نرا دعوے ہی نہیں ہے بلکہ اسکے ساتھ ایک دلیل بھی دی ہے کہ مجنون کے افعال و اعمال اسکے حرکات وسکنات کا کوئی نتیجہ واقعی نہیں ملتا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر فعل و حرکت پر بات کا ثمرہ ملتا ہے اور اس سے پاک نتیجہ ملتا ہے۔ ساری رات پاگل چلاتا رہے لیکن اس کا نتیجہ کیا؟ کچھ بھی نہیں برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فرمایا۔

وان لک لاجراً غیر ممنون

اور یہ بھی نرا دعوے ہی نہیں کہ کہدیا **ان لک لاجراً غیر ممنون**۔ آپ کی پاک سیرۃ اور واقعات زندگی پر نظر کرو کہ کسقدر اجر ملا۔ کیا یہ چھوٹی سی بات ہے کہ وہ مکہ جہاں سے بداندیشوں کی ریشہ دوانیوں اور آئے دن کی ایذا رسانیوں سے آپ کو ہجرت کرنی پڑی۔ آخر آپ اس پر ایک فاتح سلطان کیطرح قابض ہوئے اور دس ہزار قدوسیوں کی جماعت کے ساتھ داخل ہوئے۔ کسی نبی کی زندگی میں یہ بےنظیر کامیابی اور جلال نظر نہیں آتا۔ سچ کہا ہے کہ کوئی نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کے واقعات بتاتے ہیں کہ آخر آپ نے مکہ معظمہ میں کسقدر عزت وعظمت حاصل کی۔ پھر آپ کے لئے یہ جو کہا گیا کم ہے؟ کہ آپ کی زندگی میں ایک بھی آپ کا دشمن باقی نہ رہا۔ یا تو وہ ذلت کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور یا آپ کے خدام میں داخل ہوگئے اس کامیابی کی بھی کوئی نظیر تلاش کرنے پر کبھی نہیں ملے گی۔

پھر کیا آپ کے افعال کا یہ ثمرہ کم ہے؟ کہ جس غرض اور مقصد کیلئے مبعوث ہوئے تھے اس میں پورے طور پر کامیاب ہوگئے۔ مکہ معظمہ میں جہاں گھر گھر ایک بت خانہ بنا ہوا تھا۔ ایک خدا کی عبادت کا سکہ بٹھا دینا چھوٹی سی بات نہیں۔

یہ ایسی عظیم الشان بات ہے کہ مین نے مختلف ادیان مذہب کی زندگیون اور بڑے بڑے ریفارمرون کے حالات مین غور کی ہے مگر مین سچ کہتا ہون کہ ایسا نمونہ کامیابی کا مجھے نہین ملا۔ ایک ذرا سی رسم یا رواج کا اٹھا دینا مشکل ہوتا ہے۔ یہان صدیون کے بیٹھے ہوئے غلط اعتقادات کو ملیامیٹ کیا ہے۔ اور **عرب** کی حالت کو بالکل پلٹا دیا ہے۔ جو لوگ عرب کی اس حالت سے واقف ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پیشتر تھے اور پھر جنہون نے اس انقلاب پر نظر کی ہے جو آپ کی بعثت سے ہوا وہ حیران رہ گئے ہین کہ اسقدر تغیر عظیم انسانی طاقت سے باہر ہے بہرحال کیا یہ جزا اور یہ نتیجہ جسے یہ ثمر شیرین آپکے افعال کا کچھ کم ہے

پھر کیا یہ جزا کچھ کم ہے کہ آج روئے زمین پر ایک ارب کے قریب مسلمان موجود ہین جو آپ کی امت کہلانے پر فخر کرتے ہین ؛

پھر آپ کے افعال کا یہ ثمرہ کیا کم ہے ؛ کہ ہر وقت اور ہر گھڑی دنیا کے ہر قطعہ اور ہر حصہ پر اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم پڑھا جاتا ہے اور اسطرح آپ کے مدارج آپ کے کمالات ترقی کر رہے ہین

پھر آپ کے لئے یہ بدلہ کم ہے ؛ کہ اپنی ہی زندگی مین الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کی صدا آپ کو آئی۔

پھر یہ آواز کس کی زندگی مین آئی کہ **رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا**۔ یہ ہین آپ کے افعال وحرکات وسکنات کے مختصر نتائج۔ اور اگر مین اس مضمون کی تفصیل کرون تو بہت وقت چاہئیے۔ اس لئے اسی قدر پر کفایت کرتا ہون۔

آپ

دوسرا امر قابل غور یہ ہے کہ ہر شخص کے اخلاق فاضلہ نہین ہوتے اس مین کوئی خلق ہوتا ہی نہین وہ ایک وقت دوستون کو گالیان دیتا ہے اور دشمنون سے پیار کرنے لگتا ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا۔

وانک لعلی خلق عظیم

اے رسول! تو اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کی تفسیر اور تشریح بھی کوئی چھوٹا سا کام نہین۔ آپکے اخلاق قیامت تک کیلئے اسوۂ حسنہ قرار پائے ہین۔ اور کل دنیا کے لئے ہر طبقہ ہر عمر اور ہر حالت کے لئے انہین نمونہ کامل موجود ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ آپکے اخلاق فاضلہ کا بیان مین چند گھنٹون مین ختم کر سکون۔

غرض یہ اس کتاب کی ابتدا ہے۔ جسکا لانے والا اتنا بڑا عظیم الشان اور جلیل القدر کامل انسان ہے مین نے دنیا کی بہت سی کتابین پڑھی ہین۔ اور سب ہی پڑھی ہین۔ مگر ایسی کتاب جو دنیا کی دلربا راحت بخش لذت دینے والی جسکا نتیجہ دکھ نہ ہو نہین دیکھی جس کو بار بار پڑھتے ہوئے۔ مطالعہ کرتے ہوئے اور اس پر فکر کرنے سے بھی نہ اکتائے طبیعت نہ بھر جائے اور یا بدمزہ دل اکتا جائے اور اسے چھوڑ نہ دینا پڑا ہو۔ مین پھر آپکو یقین دلاتا ہون کہ میری عمر بھری مطالعہ پسند طبیعت کتابون کا شوق اس امر کا ایک بصیرت اور کافی تجربہ کی بنا پر کہنے کے لئے جرأت دلاتے ہین کہ ہرگز ہرگز کوئی کتاب ایسی موجود نہین ہے۔ اگر ہے تو وہ ایک ہی **کتاب** ہے وہ کونسی کتاب ؛

ذالک الکتاب لاریب فیہ

کیا پیارا نام ہے مین سچ کہتا ہون کہ **قرآن شریف** کے سوا کوئی ایسی کتاب نہین ہے کہ اس کو جتنی مرتبہ پڑھو جسقدر پڑھو۔ اور جتنا اس پر غور کرو اسی قدر لطف اور راحت بڑھتی جاویگی۔ طبیعت اکتانے کے بجائے چاہیگی کہ اور وقت اسی پر صرف کرو۔ عمل کرنے کیلئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل مین ایمان یقین اور عرفان کی لہرین اٹھتی ہین۔

مین جانتا ہون کہ دنیا مین ایسے افراد بھی ہین جو کہتے ہین کہ قرآن کریم سے ان کو لذت نہین آتی مگر وہ یہ کیون کہتے ہین شامت اعمال کی وجہ سے۔ بدکاریون اور اعتدائی کے سبب سے۔ قرآن شریف مین اسے ہی لذت نہین آسکتی جو ایک گندی زیست رکھتا ہے چونکہ وہ **بیمار دل** ہوتا ہے۔ اس لئے جیسے ایک مریض بعض اوقات اپنا ذائقہ تلخ ہونے کی وجہ سے مصری کو بھی تلخ بتاتا ہے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے اس سے لذت نہین آتی ؛ اس کے کہنے پر کیا انحصار ہے۔ خدا تعالیٰ

نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا

اور پھر صاف صاف ارشاد کر دیا **لا یمسہ الا المطھرون**
جس جس قدر انسان پاکیزگی۔ تقوی اور طہارت میں ترقی کریگا
اسی اسی قدر قرآن شریف کے ساتھ محبت اس کے مطالعہ اور
تلاوت کا جوش اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور قوت اسکو
ملیگی۔ لیکن اگر خدا تعالےٰ کی احکام اور حدود کی خلاف ورزی
میں دلیری کرتا ہے اور گندی صحبتوں اور ناپاک مجلسوں
اور ہنسی ٹھٹھے کے مشغلوں سے الگ نہیں ہوتا وہ اگر چاہے
کہ اس کو قرآن شریف پر غور و فکر کرنے کی عادت ہو تدبر کے
ساتھ اس کے مضامین عالیہ سے حظ حاصل کرے۔

این خیال است و محال است و جنون

ایسے لوگوں کو قرآن کریم سے کوئی مناسبت نہیں ہے میں
ایک چھوٹی سی مثال تمہیں چشم دید بتاتا ہوں ایک شخص قرآن
شریف کا حافظ تھا اسے قرآن شریف سے بڑی محبت اور
عشق تھا۔ وہ اتفاقاً ایک لڑکے پر عاشق ہو گیا نتیجہ یہ ہوا کہ
قرآن شریف سے جو لذت اس کو آتی تھی وہ جاتی رہی۔ مگر
تھا سعید الفطرت اس نے اس کمی کو محسوس کیا اور دعائیں
کرنے لگا۔ عرصہ دراز تک وہ دعاؤں میں لگا رہا آخر سالہا
سال کے بعد اس کی دعاؤں نے اپنا نتیجہ پیدا کیا اور خدا تعالےٰ
نے اس کو تنبیہ کی اور بتایا کہ یہ **لذت قرآن** اسی غلطی
کی وجہ سے جاتی رہی ہے جو تو نے ایک لڑکے کو پسند کرنے
میں کی ہے۔ اسی سے پتہ لگتا ہے کہ قرآن شریف سے لذت
اٹھانے کیواسطے کسقدر طہارت اور پاکیزگی کی ضرورت ہے۔
خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔

واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ

تقوی اختیار کرو۔ پھر یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے کہ وہ تمہارا
معلم ہو اور قرآن شریف تمہیں پڑھاوے۔

غرض

یہ بالکل سچی بات ہے کہ دنیا میں یہی ایک کتاب ہے جسکی
تلاوت جس کا تکرار گھنٹوں۔ دنوں۔ ہفتوں۔ مہینوں اور
سالوں کا تدبر انسان کو گھبراتا نہیں بلکہ زیادہ خوشی اور زیادہ
جوش اور عشق اس مبارک کتاب اللہ کے لیے بڑھتا جاتا ہے
ہزاروں ہزار اولیاء اور صلحاء اور اتقیاء گذرے ہیں
جنہوں نے اس نتیجہ کو اپنے حالات زندگی سے صحیح پایا ہے
تاہم میں اپنے **تجربہ** کی بنا پر کہتا ہوں کہ **قرآن شریف
سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب اور اس کا
مطالعہ نہیں ہے** گواہ اور دل سے کہتا ہوں اسی
راحت بخش کتاب کو آج چھوڑ دیا گیا ہے۔

رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا

اے میرے رب بیشک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا ہے
مجھے قرآن اسقدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرتا اس کا
پیارا نام لینا ہی غذا سمجھتا ہوں اور اسی دھن اور لو میں
ابھی تک میں نے اس مضمون پر جو میں نے شروع کیا تھا کچھ بھی نہیں لکھا
یہی وجہ ہے کہ بعض آدمی میرے اس قسم کے طرز بیان کو پسند
نہیں کرتے ہوں مگر میں کیا کروں میں مجبور ہوں اپنے عشق
کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذت ملتی
ہے کہے جاتا ہوں۔
حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا علم کتنا بڑا وسیع ہے اور آپ
کی نظر کیسی باریک اور عمیق ہے۔ کسی نے صحابہ میں سے آپ
لائف آف محمدؐ پوچھی ہے۔ کیونکہ بیرونی حالات تو لوگ
دیکھتے تھے آپ کے معاملات کا بھی علم تھا جو وہ صحابہ اور دوسرے
لوگوں سے کرتے تھے غرض گھر کے باہر کی لائف صحابہ کے
پیش نظر تھی مگر اندرونی لائف اندرونی معاملات کا علم کسی کو
نہیں تھا وہ اسلئے نہایت کو نہایت بے تکلف رشتہ میاں اور
بی بی کا ہوتا ہے۔ صحابہ نے بیرونی معاملات اور حالات کیطرح
اپنی اور اپنے احباب کی آنکھیں کافی سمجھکے حضرت صدیقہ سے
پوچھا ہے کیونکہ صدیقہ سے بڑھکر آپ کی پاک لائف کا کوئی
گواہ نہ تھا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سوال کا کیا
لطیف جواب دیا۔ **کان خلقہ القرآن** یعنے قرآن شریف
ایک علم ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے عامل ہیں
گویا یہی آپ کی **لائف** ہے۔ اسلئے میری رائے نے فیصلہ کیا کہ

قرآن شریف سے بڑھکر کوئی کتاب قابل مطالعہ نہیں - کیونکہ ساری دنیا اور مخلوق پر اس نسخہ کا تجربہ ہو چکا ہے اور اس کے طبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خوبیاں اور کمالات ظاہر ہو چکے ہیں پھر اسکے بعد اور کیا باقی رہ سکتا ہے

فماذا بعد الحق الا الضلال

حق کے بعد بجز ہلاکت اور گمراہی کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسی پاک کتاب کو اپنا محبوب بنالیں اور دنیا کی ساری کتابوں کو اس پر نثار کر دیں۔

لیکن

ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے کہ قرآن شریف کے ساتھہ عشق و محبت کے اسقدر ہی معنے نہیں ہیں کہ ایک عمدہ قرآن شریف لیکر اسکی سونے کی جدول بنواکر اور عمدہ جلد لگواکر ایک ریشمی غلاف میں بند کر کے ایک کھونٹی کے ساتھہ لٹکا دیا اور کبھی اسے کھول کر بھی نہ دیکھا کہ اس میں کیا لکھا ہے ؟ یا اگر کھول کر دیکھا بھی تو اس کی غرض صرف اسقدر سمجھ لی کہ اس کی معمولی تلاوت کافی ہے۔ اگر کوئی شخص اسی قدر سمجھتا ہے تو وہ سخت غلطی کرتا ہے اور وہ قرآن شریف کی عزت و عظمت کا حق ادا نہیں کرتا اور نہ اسکی تلاوت کے اصل مقصد کو پاتا ہے یاد رکھو

تلاوت کا اصل مقصد قرآن شریف پر عمل کرنا ہے۔

اگر کوئی عمل نہیں کرتا اور عمل درآمد کے واسطے اسے نہیں پڑھتا تو اسے کچھ بھی فایدہ اس تعظیم سے نہیں ہوگا۔ دیکھو کوئی انسان جس کے پاس حاکم وقت کا کوئی پروانہ آئے تو کیا اگر وہ اسے زرافشان کاغذوں پر لکھ کر رکھ چھوڑے اور اسکی تعمیل نہ کرے تو وہ حاکم محض اس وجہ سے کہ اس کاغذ کی اتنی عزت کی ہے اس سے باز پرس نہ کرے گا ؟ ضرور کرے گا۔ اور اس تعظیم کے ساتھہ قانونی سلوک کیا جاویگا اور اسکے اس عذر پر کہ میں نے تو اس کو زرافشان کاغذ پر لکھکر رکھا ہوا ہے اسے پاگل خانے میں بھیجدینے کے قابل سمجھا جاوے گا۔

پھر اس سے اتر کر اپنے احباب متعلقین اور رشتہ دار کے خطوط پر نظر کرو۔

ایک دوست کا خط آتا ہے تو کس بے صبری اور شوق کے ساتھ اس کو پڑھنے کی کوشش کی جاتی ہے اگر خود نہیں پڑھ سکتا تو اس شخص کی خوشامد اور منت کیجاتی ہے جو اس کو پڑھ دے پھر صرف ایک مرتبہ ہی پڑھ لینے پر صبر نہیں آتا بلکہ حتی الوسع دو دو تین تین مرتبہ اس کو پڑھا اور سنا پایا جاتا ہے اور اس کے بعد سب سے پہلا کام یہہ ہوتا ہے کہ اس کی تعمیل کیجاوے نہ یہہ کہ اس کو عمدہ طور پر سنبہال کر رکھ لیا جاوے اور اس امر کی کچھہ پرواہ نہ کیجاوے کہ اس کی تعمیل بھی کرنی ہے۔

یہہ ایک فطرتی امر ہے۔ جو ہر انسان میں پایا جاتا ہے اور تم میں سے ہر ایک اس کا تجربہ کار ہوگا۔ ایسے موقعہ پر کبھی یہ بھی دیکھا نہیں جاتا کہ کوئی مجبوری یا مشکل درپیش ہے بلکہ جس قدر جلد ممکن ہو سکتا ہے اس کے تعمیل کرنے کی فکر ہوتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ جب ولایتی ڈاک کے آنے کا دن ہوتا ہے تو انگریز ڈاکخانوں میں بڑی تیزی اور سرعت اور بیقراری کے ساتھہ دوڑے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ اس ڈاک میں اپنے عزیز رشتہ دار یا کسی اور دوست کے خط کے منتظر ہوتے ہیں اور پھر اسی ڈاک میں ان کو جواب دینا ہوتا ہے جو ولایت کو جانے والی ہوتی ہے پہر تیزی یہہ اضطراب ان میں کیوں ہوتا ہے ؟ اس لئے کہ ان کی فطرت میں یہہ ایک طبعی جوش ہوتا ہے جو ان پر احکام حجت کرتا ہے۔ پہر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ایک معمولی دوست اور رشتہ دار کے خط کی تعمیل کے لئے اس میں اس قدر جوش ہو۔ مگر خدا تعالے کی کتاب احکم الحاکمین کی پاک کتاب کی تعمیل کے لئے وہ جوش اور اخلاص نہو ؟۔

باقی آئندہ

ایڈیٹر کے اپنے مضامین

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۲

پادریوں کی اس جمہوری سلطنت کا اتنا ہی اثر نہیں
پڑا کہ ہر شخص جس قدر عورتیں چاہے رکھ سکتا تھا اور
کوئی تعرض اور باز پرس اس سے نہیں ہوتی تھی ہر چند کہ
عیسائی رہبانیت پر زور دیتے ہیں کہ ایک سے زیادہ عورت
کرنا گناہ ہے لیکن ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ اسوقت یہ
آفت کیوں برپا تھی کہ ہر شخص جس قدر چاہتا رکھ سکتا
اور پھر انکے ساتھ ان کے حقوق کی نگہداشت اور حفاظت
کا کوئی قانون اور قاعدہ مقرر نہ تھا کہ وہ بھیڑ بکری کی طرح
گھر کی معمولی مملوکہ اشیا کی طرح سمجھی جاتی تھیں عدالتیں
اور کچہریاں بے شک اُسوقت تھیں مگر کوئی عورت
کورٹ کے دروازہ کو جا کر دستک دینے کی مجاز نہ تھی
اُسے حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے خاوند کے خلاف
جا کر چارہ جوئی کرے مرد مختار مطلق تھے کہ جسطرح چاہیں
اپنی عورتوں سے سلوک اور برتاؤ کریں۔ عورتیں مجاز نہ
تھیں کہ انکی شکایت کریں۔ خاوندوں کو عورتوں پر
یہانتک جور و جفا کا حق حاصل تھا کہ وہ اُنکے مال و
متاع ہی کے مالک نہ تھے بلکہ انکی جانوں پر بھی اُنھیں پورا
اختیار اور تسلط تھا۔ یہ خرابی یہ ظلم کیوں ہو رہا تھا اس
کی وجہ بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ حضرت مسیح نے عورتوں کے
متعلق کوئی قانون یا حکم دیا ہی نہیں تھا۔ انجیل عورتوں
کے حقوق پر بحث کرنے سے بالکل عاری اور تہیدست ہے
اسلیے ہر شخص اپنی مرضی کے موافق جو چاہتا کرتا تھا۔

اس سے پیشتر کہ ہم خاص عرب کی حالت کو بیان کریں کہ وہاں
عورتوں کی کیا حالت تھی اور وہاں انسے کیا سلوک ہوتا
تھا بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیکھیں کہ ہندوستان میں عورتوں
کے کیا حقوق تسلیم کیے گئے تھے اور انکے ساتھ کیا برتاؤ
کیا جاتا ہے ہندوستان میں عورتوں کی حالت کا اندازہ
لگانے کے واسطے ان مذاہب پر نظر کرنی چاہیے جو ہندوستان
میں موجود تھے ان ہی میں سے ایک وہ مذہب بھی تھا
جس میں لنگ اور بھگ کی پوجا ہوتی تھی یعنی عورت
اور مرد کے اعضاء تناسل کو معاذ اللہ معبود بنایا گیا تھا
اس سے اخلاقی حالت کا پتہ لگ سکتا ہے کہ ہندوستان میں
کیا ہو رہا تھا وام مارگ والے یہاں موجود تھے جنکے یہاں
محرمات ابدی بھی جائز سمجھی جاتی تھیں اب جسقدر بد نتائج
اس قسم کی تعلیم سے پیدا ہو سکتے ہیں وہ اظہر من الشمس ہیں
اور تمدن اور معاشرت پر جو برا اثر اس سے پڑتا ہے وہ کسی
دلیل کا محتاج نہیں

ایسے لوگ یہاں موجود تھے جو عورتوں سے گھٹ کر ایسے امور
کرنا بھی جائز رکھتے تھے یعنی لوگ ماں سے زنا کر لیتے تھے
جیسے ایران کی حالت ہو رہی تھی اسی قسم کی کارروائی یہاں بھی
بھی (بقول آریہ) میں ہو رہی تھی۔ مفصل بحث ہم
اسلام میں عورتوں کے حقوق دکھلانے کے بعد کرینگے
فی الحال اجمالی علم اپنے ناظرین کو دینا چاہتے ہیں تا یہ پتا لگ
میں جو ہندوستان کی اسوقت تھی عورتوں کے ساتھ اور انکے
انکے حقوق کی حفاظت کا خیال محض جنون اور دیوانگی
ہو گی۔

اب دیکھنا چاہتے ہیں کہ عرب میں کیا حالت ہو رہی تھی
وہاں بھی عورتوں کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی تھی بعض لوگ
سوتیلی ماں کو بی بی بنا لینے سے مضائقہ نہ کرتے تھے کثرت
ازدواج کی انکو کوئی حد و نہایت ہی نہ تھی۔ دختر پیدا ہوتی تو
زندہ در گور کرنیکی بھیانک رسم بہت شدت سے جاری
تھی۔ کثرت ازدواج تھی مگر کوئی حفاظت حقوق نہ تھا

منیجر ریویو آف ریلیجنز خریداران کو اطلاع دیتے ہیں کہ شائع اپریل کے رسالہ کی اشاعت میں پانچ چھ روز کا توقف ہو جائیگا۔

ہم اور ہمارے ناظرین

اللہ تعالےٰ کا شکر ہے کہ ہم الحکم کو آج کتابی صورت پر شائع کرتے ہیں۔ ابھی اس طرز پر الحکم شائع بھی نہیں ہوا تھا کہ ہمارے سرپرست اظہار مسرت کے خط لکھ رہے تھے۔ اور موجودہ صورت میں اسکی اشاعت ان کیلئے زیادہ مسرت انگیز ہوگی۔ خدا تعالےٰ ہم کو اس صورت پر اس کے نباہنے کی توفیق دے۔ آمین۔

اکثر خطوط الحکم کی خدمات کے اعتراف میں آتے ہیں لیکین میں لفظی شکر گذاری سے خوش نہیں ہو سکتا۔ مومن کی تعریف تو یہ ہے کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے بھائی کیلئے بھی پسند کرتا ہے اگر الحکم واقعی بے نظیر نعمت ہے تو کیوں اسکو دوسروں تک نہیں پہنچاتے۔

لاہور سے حکیم محمد حسین قریشی نے سورۃ جمعہ کی تفسیر کے نام ایک چھوٹا خوبصورت رسالہ دفتر الحکم میں بھیجا ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جسکو ایڈیٹر الحکم نے حضرت حکیم الامۃ کے ایک وعظ سورۃ جمعہ سے مرتب اور تالیف کیا ہے۔ اور جسکو اپنے الحکم میں ایک عرصہ تک چھاپا ہے۔ حکیم صاحب نے الحکم سے لیکر رسالہ کی صورت میں شائع کر کے ۲/ قیمت رکھی ہے۔ اور اسکے اشتہار کے ایک فقرہ میں اعتراف کیا ہے کہ ایڈیٹر الحکم نے قوم پر پچھلے سالوں میں بڑا احسان کیا ہے۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اس احسان کو لفظاً محسوس کیا جاتا ہے یا عملاً۔ اگر واقعی الحکم کی خدمات احسان کے درجے تک پہونچی ہوئی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ محسن شناس قوم اپنے محسن الحکم کی ترویج اشاعت میں ساعی نہیں ہوتی۔ یہ کیوں۔ سرِدست اپنے مکرم بھائی قریشی صاحب سے اس کا جواب چاہتا ہوں کہ جب آپ نے الحکم کی خدمات کو احساس کیا ہے اور اسکی کی ہوئی خدمت سے فائدہ اٹھایا ہی چاہئے تو گذشتہ چھ سات سال کے اندر کتنے خریدار آپ نے الحکم کو دیئے ہیں؟ یا کس قدر غربا کے نام اپنی جیب خاص سے الحکم جاری کرایا ہے؟ یقیناً قریشی صاحب اگلی اشاعت تک صبر سے براہ راست اعتراض کو عملی رنگ میں دور کرکے قوم میں ایک مفید تحریک کا نمونہ ٹھہریں گے۔

جناب مرزا حیدر بیگ صاحب رئیس نے بھی ایک خریدار الحکم کیلئے بھیجے ہیں اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کر لینے کی اجازت دیتے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

میاں اللہ دتا صاحب نے بھی دو خریداروں کا نام بھیجے ہیں مگر نام الحکم بذریعہ قیمت طلب بھیجا گیا مگر افسوس ہے کہ واپس آیا اور ایک نامہ دین کار خانہ کو مفت کا نقصان اٹھانا پڑا۔ ایسے بزرگ جو توسیع اشاعت کیلئے سعی کرتے ہیں وہ ساتھ ہی اس امر کا بھی لحاظ رکھا کریں کہ جنکے نام وہ اخبار جاری کرتے ہیں کیا وہ محض رواداری ہی سے نقصان نہیں کرتے۔

ڈاکٹر محمد فضل الرحمان صاحب افریقہ سے بابو امام الدین صاحب نوشہرہ سے مولوی محمد فاضل صاحب ناڑالہ سے اور مولوی ابو محمد ... صاحب ایک ایک جدید خریدار الحکم کیلئے بھیجے ہیں۔ اور منشی محمد مولیٰ رضا صاحب جہلم سے ۲ خریدار اور فیض الحسن صاحب بہار کی دو خریدار جنہیں سے ایک دس روپیہ سالانہ دیگا۔ دیتے ہیں۔ ان سب بزرگان قوم کے ہم شکر گذار ہیں کہ وہ الحکم کی خدمات اور اسکے فائدہ کو دائرہ کو وسیع کرنیکی فکر میں رہتے ہیں۔

مشہد ایران تک الحکم کی اشاعت کو ہو جانے نے جہاں ہمارے صادق محب مولوی نذر علی صاحب کو فارسی مضامین لکھنے اور مشہد میں خاص انتظام کرنے کیطرف توجہ دلائی ہے مولوی محمد فضل صاحب چنگوی کو عربی اور فارسی مضامین لکھنے کیطرف متوجہ کیا ہے مولوی صاحب موصوف کے مضامین منقریب بعض سائل میں الحکم میں درج ہوں گے جنکے ہمیں امید ہے اگر انہوں نے جیسا کہ ظاہر کیا ہے الحکم کو اپنی امداد ... شکر گذار فرمایا تو احمدی قوم

خیال نہ تھا بلکہ جانوروں کیطرح ان سے سلوک کیا جاتا تھا یہ حالت تھی دنیا کی اور یہ صورت تھی اس انسانی عنصر کی اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت غور اور فکر سے عورتوں کی اسحالت موجودہ کا اندازہ کیا اور خدا تعالے کی وحی اور تائید سے اس مفلوک الحال جنس کی ہمدردی اور اصلاح کا بیڑا اٹھایا۔ اسحالت کو زیر نظر رکھنے کے بعد ہمارے ناظرین جب ان حقوق اور مراعات کو پڑھینگے جو عورتوں کے لیے اسلام میں رکھے گئے ہیں تو انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت آپ کی برگزیدہ شان اور اعلیٰ درجہ کی اصلاح کرنیوالی قوت کا پتہ لگے گا۔ جس درجہ پر آپنے عورتوں کی معاشرت کو پہونچایا ہے ابدالآباد کے لیے فرق اناث ہرگز اس احسان اور اکرام سے سر نہیں اٹھا سکتا۔ ہم آگے چلکر اسپر مفصل بحث کرنیوالے ہیں آپنے سب سے پہلے اس خطرناک امتیاز کو دور کیا جو عورتوں اور مردوں میں قائم کیا گیا تھا اور جس سے عورت بمنزلہ ایک معمولی لونڈی بلکہ اُس سے بھی گری ہوئی سمجھی جاتی تھی۔ یعنی عام معاملات میں ایک مساوات قائم کی اور دونو کے جرم کو مساوی ٹھہرادیا۔ اور ایک قدیم فرق جوان میں رکھا گیا تھا اُسے دور کردیا اور اسکا جائز احترام قائم کیا۔

اب اگلے نمبر میں انشاءاللہ ہم تفصیلوار بیان کرینگے کہ اسلام نے عورت کے لیے کیا کیا۔

(باقی ، نمبر میں)

مختصر نوٹ اور نکات

ہمارے مخالفوں کی بھی عجیب حالت ہے انمیں سے بعض موحد کہلاتے ہیں اور ان لوگوں کو جو اولیا واللہ کی تعظیم کرتے ہیں انکی مبالغہ آمیز باتوں کو سُنکر انھیں بدعتی اور مشرک کہہ دیتے ہیں اور اپنے آپ کو موحد متبع سُنّت کہتے ہیں مگر ان کی اس توحید پرستی اور اتباع سنت کا پتا نہیں لگتا کہ باوجود اس دعوے کے ایسے پر شرک اعتقادات ان کے دلوں میں جاگزین ہیں کہ ایک کافر حقیر (دجال) کو الوہیت کا تخت و تاج سپرد کر رکھا ہے اور ایک عاجز انسان (مسیح ابن مریم) کو اپنی عظمتوں اور قدرتوں میں خدا تعالے کے برابر سمجھ لیا ہے افسوس!

مصرعہ

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اللہ! اللہ!! ایک وہ وقت تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں مبعوث ہوئے اور آپنے لا الٰہ الا اللہ کی تعلیم دیکر تمام غیر اللہ کی طاقتوں کو ہمارے قدموں کے نیچے رکھدیا اور ایک زبردست معبود حقیقی کا دامن پکڑا کر ہماری نظر میں ماسوی اللہ کا قدر ایک مرے ہوئے کیڑے سے بھی کمتر کردیا مگر آج ایک قوم ہے جو دجال میں ان طاقتوں کو تسلیم کرتی ہے جو اللہ تعالی کے سوا کسی میں نہیں پھر اے قوم! کیا وہ مقدس نبی (ما در و پدرم فدائے او باد) ہمارے ڈرانے کے واسطے آخری زمانہ کے لیے یہی حق چھوڑ گیا ہے؟ نہیں نہیں اُس نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا مگر تیری غلطی ہے کہ تو استعارات کو حقیقت پر حمل کرتی اور طوفان شرک کی مبتلا ہوتی ہے اُٹھ ہوشیار ہو اور یہ غفلت چھوڑ کشتی نوح پر سوار ہو اور یہ غفلت چھوڑ اور اس طوفان سے نجات حاصل کر ورنہ

شاید کہ نتوان یافتن دیگر چنیں ایام را

دنیا کی عام اصطلاح میں **زندہ** کا اطلاق ہر شخص پر ہوتا ہے جو اس دنیا میں ہو اور اسکے لوازم جیسے کھانا پینا دم لینا۔ جاگنا۔ سونا اور بدنی نشوونما اور تحلیل کیوجہ سے معرض تغیر میں ہونا اسکے شامل حال ہوتے ہیں

اُس وقت تک اُسکو زندہ کہا جاتا ہے اور جب یہ لوازم
بکلی اُس سے دور ہو جاتے ہیں تو سب بول اُٹھتے ہیں کہ
مر گیا یہی اصل پر مسیح کی حیات یا وفات کا جھگڑا صاف
ہے۔ اگر مسیح میں وہ لوازمات زندگی پائے جائیں تو اگر
چہ لا یموت ماننے والے ثابت کریں ورنہ اُسکو زندہ بھی
شمار کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دیں۔ سنو! سچ یہی
ہے کہ

ابن مریم مر گیا حق کی قسم   داخل جنت ہوا وہ محترم

مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے حرمت جہاد
کا فتویٰ شائع کیا ہے احمق اسپر اعتراض کرتے ہیں حالانکہ
انھیں معلوم نہیں کہ مسیح موعود دنیا میں اس غرض سے آیا
کہ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کی پیشگوئی کو پورا کرے
اور لیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم کو
روحانی طور سے کمال تک پہونچادے اسلیے ضروری تھا
کہ وہ جہاد کی ممانعت کا فتویٰ شائع کرے کیونکہ دین کا
زمین پر بوجہ کمال قائم ہو جانا محض جبر و اکراہ سے
ممکن نہیں ہے بلکہ دین اسوقت زمین پر قائم ہوتا ہے کہ
جب اسکے مقابل پر کوئی دین کھڑا نہ رہے اور تمام مخالف
ہتھیار ڈالدیں سواب وہی وقت آگیا اب وہ وقت
نادانوں کی مخالفت سے رُک نہیں سکتا اب وہ ابن
مریم جس کا روحانی باپ زمین پر بجز معلم حقیقی کے
کوئی نہیں ہے اور جو اسی وجہ سے آدم سے بھی مشابہت
رکھتا ہے بہت سا خزانہ قرآن کریم کا لوگوں میں تقسیم
کریگا۔ اور کر رہا ہے۔ وہ خلافت جو آدم سے شروع
ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی کامل اور بے تغیر حکمت سے آخر
کار آدم پر ہی ختم ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ اسکو وحی
ہوئی اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ
یعنی میں نے ارادہ کیا کہ اپنا خلیفہ بناؤں تو میں نے آدم کو پیدا
کیا چونکہ استدارت زمانہ کا یہی وقت ہے جیسا کہ احادیث
صحیحہ اسپر ناطق ہیں اسلیے خدا تعالیٰ نے آخر اور اول کے
لفظ کو ایک ہی کرنے کیلیے آخری خلیفہ کا نام آدم
رکھا اور آدم و عیسیٰ میں روحانی مشابہت ہے کیونکہ اِنَّ
مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ وارد ہے۔
پس وہی آدم عیسیٰ ابن مریم مسیح موعود ہے جو کہتا ہے

موعودم و بحلیہ ماثور آمدم ⁂ حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

مفتری ایلیاس ڈاکٹر ڈوئی جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے دعا کے مقابلہ میں دعوت کی تھی آجکل ملبورن
(آسٹریلیا) میں ہے لیکن معلوم ہوا کہ کسی معمولی سے
معمولی اور ادنی درجے کے ہوٹل میں بھی اسکو جگہ نہیں ملتی
کیا ہوا مفتری ڈوئی کہے گا کہ ابن آدم کو بھی سر دھرنے
کو جگہ نہ تھی۔!!!

پیرس کا ایک نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ مجھسے ایک دوست جاپانی
نے بیان کیا کہ جاپان سے ایک کمیشن عیسائی مذہب کی چھان
بین کیواسطے یورپ بھیجی گئی مگر کمیشن نے عیسائیوں کے مذہب
اور اعتقادات میں اسقدر اختلافات پایا کہ جب وہ واپس آیا
اور ایک کونسل میں جسمیں میکاڈو وغیرہ موجود تھے اس سے دریافت
کیا گیا تو اُسنے اپنا سر ہلا دیا جسکا منشا یہ تھا کہ عجب کچھ نہیں
میرا جاپانی دوست کہتا ہے کہ کمیشن کے اس بیان کے بعد ہم نے
مذہبی چھان بین کے خیال کو چھوڑ دیا اور جب سے ہم نے اپنے
پرانے مذہب پر قیام کیا۔ جاپان میں تین مذہب ہیں
شنتو۔ بدھ۔ کنفیوشس ان تینوں میں سے بدھ مذہب کی
ترقی ہے ایلچی کا بیان ہے کہ باوجودیکہ عیسائی پادریوں کو
جاپان میں وعظ کرنیکی ممانعت نہیں ہے مگر انھیں کسی قسم
کی مذہبی کامیابی نہیں ہوئی

بات اصل یہ ہے کہ عیسائی مذہب کو کہیں بھی ترقی
حاصل نہیں ہوئی۔ اور اب تو خود عیسائیوں کے گھر میں
وہ ہونہار پیدا ہو رہے ہیں جو عیسائیت کے بغیر رہنا
اپنی خوش قسمتی سمجھتے ہیں اور امریکہ کے بعض مقامات
پر سلطنت کی طرف سے بائبل کا مدرسوں میں پڑھایا جانا بند
کیا جا رہا ہے۔ یہ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کے انفاس
طیبات کا اثر ہے اور اہل زمانہ اس سے غفلت کرتے ہیں

ناظرین معزز گزٹ منتظر ان کے ہوں گے کہ سماجی اپدیشک کی تعریف
ہمیں ہمرودھا کے سماجی اخبار میں سکرٹری آریہ سماج بھٹنڈہ
کی ایک تحریر میں جو آپ کے اپنے سماج میں ہولی کا جلسہ ہونے کے
متعلق لکھی ہے سماجی اپدیشک کی تعریف کہ وہ کیسا ہونا
چاہیے پڑھکر بڑا لطف آیا اور ناظرین گزٹ کو بھی ہم اس
لطف سے محروم نہیں رکھنا چاہتے آپ لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں
کیرتن میں پنڈت ہرنام سنگھ جی اپدیشک آریہ پرتی ندھی
سبھا پنجاب کے اپدیش رات میں ہوتے جاتے تھے اور
لوگوں کو اپنی طرف کشش کرنے میں بجلی کا کام دیتے تھے۔
خاص کر ان کی جسیم (ڈیل ڈول والی) مورتی اور ریشم
کی طرح ان کی سفید لمبی داڑھی اس بارے میں بہت کچھ
مددگار ہوتی تھی۔ کیونکہ اس بنگال دیش میں جس کا جسم موٹا
تازہ ہو انکی جسقدر عزت لوگ کرتے ہیں کسی چھوٹے قد والے
پتلے سے پتلے بابا کی بھی اسقدر عزت کرنیکو تیار نہیں
ہیں۔ اگر آریہ پرتی ندھی سبھا اس علاقہ میں پنڈت ہرنام سنگھ
جی کو کچھ عرصے کے لیے بطور اپدیشک مقرر کرے امید سے
بڑھ کر فائدہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ پنڈت جی منہ سے کچھ بھی نہ
بولیں اور فقط ایک مورتی جاندار کی طرح ہی لوگوں میں پھرتے
رہیں اور اتنا کہ بھٹنڈے کی آریہ دھرم اچھا ہے تو ممکن نہیں
کہ لوگ ان کے کہنے پر عمل نہ کریں۔ کیا عمدہ تعریف اپدیشک
کی ہے۔ معلوم ہے کہ اب آریہ سماج کو دیہات میں ترقی
کرنیکے لیے موٹے موٹے جسم اور گانڈیل قد کے ورشنی جوانوں کی
تلاش ہوگی جو زبان سے کچھ نہ بولیں اور فقط ورشنی جوانوں کی
طرح لوگوں میں پھرتے رہیں اور اپنی گرانڈیل صورت کی
کشش سے لوگوں کو آریہ سماج میں لے آویں تو ایسے موٹے
موٹے سادھوؤں کی قسمت کھلی سمجھنا چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ اور پاینیر

نمبر ۲

یہ انقلاب ہے جو فرقہ احمدیہ نے پیدا کیا ہے اور یہ
انقلاب کے پیدا کرنیکی بہت بڑی ضرورت تھی کیونکہ
۳۰ لاکھ کے قریب انسان مرتد ہو چکے تھے جو ایک سچے اور حقیقی
خدا کو چھوڑ کر ایک عاجز بیکس و بے بس انسان کو خدا بنا چکے
تھے غرض ابن مریم کو خدا بنا رہے تھے اور بہتوں کو گمراہ
کرنیکی فکر میں تھے۔

پایونیر کہتا ہے کہ "یہ لوگ بالکل نئے عقائد کے پابند
ہیں اور یہ اہتمام بھی کچھ کم نہیں ہے اس سے ان کا مقصد ان کی
در اصل یہ غرض ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کو فرقہ احمدیہ سے بدظن
کریں اور دوسری طرف اس سے فرقہ جدیدہ قرار دیکر گورنمنٹ کی
نظر میں مشتبہ بنا دیں لیکن گورنمنٹ تو ایسی کم فہم نہیں ہے
کہ ان لوگوں کے بھرے میں آ کر اپنے ایک قدیمی وفادار
مخلص خاندان پر کسی نوع کی بدظنی کرے البتہ کم فہم
مسلمانوں پر اسکا یہ جادو آنی اور عارضی طور پر چل جاوے
تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے تاہم رفع مغالطہ کے لیے ہم کہنا
چاہتے ہیں کہ ہمارے عقائد نئے عقائد نہیں بلکہ وہی عقائد
ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر تعلیم و تلقین فرمائے
تھے اور جنپر صحابہ کرام کی ایک جماعت پابند تھی۔ ہاں یہ سچ
کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے وہ اصلی اور سچی تعلیم آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی مخفی ہو گئی تھی اور خود غرض لوگوں
نے اپنی نئی شریعتیں اور نئے عقائد بنا لیے تھے اور بھی

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (جن کی وسیع نظر اور معرفت کی وجہ سے بہت دور تک جاتی تھی) قرون ثلاثہ کے بعد **افشاء کذب** کی پیشگوئی کر کے ڈرا دیا اور صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ وہ زمانہ **فیج اعوج** کا ہوگا اور **لیسوا منی ولست منھم** فرمادیا کہ نہ وہ مجھ سے ہیں اور نہ میں اُنسے ہوں۔ یہ ایک **ہزار سال موت** کا زمانہ تھا جس میں ہر قسم کی نئی بدعتیں اور نئے عقائد تراشے گئے مگر چودھویں صدی کے انجام پر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس **مہدی** کے آنے کی بشارت دی ہے جو اس اُمت کو ہلاک ہونے سے بچانیوالا ہے اور نہ صرف یہی بلکہ آپ کے ساتھ اسکو اسقدر شدت بعثت اور مشابہت ہوگی کہ یہ بھی فرمایا گیا کہ وہ میرے نام پر آئیگا یعنی اُسکی آمد میری آمد ہوگی۔ پھر اُس شخص کی نسبت جو ان صفات سے موصوف آنیوالا ہے اور اپنے وقت پر **وعدہ** کے موافق آیا ہے یہ کہنا کہ اسکے عقائد نئے ہیں خطرناک غلطی ہے۔ البتہ جیسا کہ ہم نے پہلے بھی کہا ہے کہ دنیا ان صداقتوں اور حقائق سے نا آشنا محض ہو چکی تھی اور یہی تعلیم سے دور جا پڑی تھی آج وہ صداقتیں جو **فاران** کی چوٹیوں پر ظاہر ہوئی تھیں **قادیان** سے ظاہر ہو کر نئی معلوم دیتی ہیں۔ اگر دنیا ان معارف اور حقائق کو بھول نہ جاتی اور ایمان ثریا پر چلا نہ گیا ہوتا تو پھر اس **امام** علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی کوئی ضرورت نہ رہتی۔ بہرحال یہ غلط ہے کہ ہمارے عقائد نئے ہیں۔ ہاں یہ کہو کہ اب وہ صداقتیں پیش کی گئی ہیں کہ آیندہ کے لیے دشمنان دین اسلام کو اسلام پر دانت تیز کرنے کا موقع نہیں رہا۔ اور **دجّال** کو اپنے حربے چلانے میں ناکام و نامراد کر دیا ہے جس سے ایک قسم کی موت وارد ہو چکی ہے۔ عیسائیت آیندہ کے لیے یہی نہیں کہ مسلمانوں سے مایوس ہو چکی ہے بلکہ خود اسے اپنا فکر پڑا ہے کہ کسی طرح ان لوگوں کو جو عیسائی کہلاتے میں عیسائی رکھے۔ یہ باتیں تو بیشک نئی ہیں لیکن عقائد نئے نہیں۔ کیا یہ **عقیدہ نیا** ہے کہ **مسیح ابن مریم مر گیا**؟ یہ عقیدہ تو قرآن شریف میں پہلے سے موجود ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کو معراج میں مردہ اور مُردوں کے ساتھ دیکھا اور یہ آپ کی عینی شہادت تھی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر سب سے **پہلا اجماع** اسی مسئلہ پر ہوا جبکہ **حضرت ابوبکر** رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے **مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ** والی آیت پڑھ کر خطبہ پڑھی۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ یہ عقیدہ نیا ہے محض مغالطہ ہے۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ایک بھی بات ایسی پیش نہیں کی جو قرآن میں موجود نہ ہو۔ یہ کہہ دینا تو آسان ہے کہ نئے عقائد پیش کیے جاتے ہیں مگر اس کا ثبوت دینا مشکل ہے اسی لیے پائنیر ایکس نامہ نگار کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ کم از کم اپنے اس دعوے کے ثبوت میں دو چار عقیدے ہی پیش کر دیتا جو نئے قرار دیے جاتے۔

یہ عقیدہ جو اسکو خیال ہیں **نیا عقیدہ** ہے وہ بھی **وفات مسیح** کا عقیدہ ہے کیونکہ اسی عقیدہ سے عیسائی مذہب کی دیوار گرائی جاتی ہے اور عیسائیت کی آیندہ اُمیدوں پر پانی پھر جاتا ہے۔ اسکے سوا ایک اور **عقیدہ** بھی ہے جسکو عیسائی نیا عقیدہ کہتے ہیں یا یوں کہ وہ انکو کھٹکتا ہے اور وہ عقیدہ **حرمت جہاد** کا ہے۔

ہم خوب جانتے ہیں کہ سرحد کے وحشیوں میں جو آئے دن مجنونانہ خیالات جہاد کے پیدا ہوتے ہیں اسکے محرک اور بانی اسیطرح پر یہی عیسائی لوگ بھی ہیں کیونکہ یہ اپنی کتابوں اور تحریروں میں اسلام پر اعتراض کرتے ہوئے یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے حالانکہ یہ محض غلط اور ایک کھلا سیاہ **جھوٹ** ہے جس میں ذرا ذرہ بھی صداقت کی بو نہیں۔ اسلام

میں کبھی تلوار مذہب کے واسطے نہیں اُٹھائی گئی۔ لیکن وہ جاہل اس حقیقت سے ناآشنا محض ہوتے ہیں۔ غلط خیالات اور ایسی تحریکوں سے شورہ پشتیاں کرتے رہتے ہیں۔ اور انکو ہم موقع ملتا رہتا ہے کہ اسلام کو بدنام کریں لیکن سلسلہ عالیہ احمدیہ کے **امام و پیشوا نے جہاد کی مخالفت کا فتویٰ** شائع کر دیا تو یہ تجویز جو اسلام کو بدنام کرنیکے واسطے انھوں نے اختیار کر رکھی تھی باطل ہو گئی اسی وجہ سے یہ اسکو بھی نیا عقیدہ کہتے ہیں غرض یہ ہے کہ جن عقاید صحیحہ کی بنا پر عیسائی مذہب کے ہتھکنڈوں سے دنیا کو نجات ملتی ہے اور انکو اپنی تحریکوں میں نامرادی پیش آتی ہے اسکو یہ نئے عقائد کہکر مسلمانوں کو بدظن کرنیکی کوشش کرتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں داخل نہ ہوں اور یہ صرف عیسائیوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب باطلہ جو اسلام کے ساتھ ٹکر کھاتے ہیں اور مقابلہ کرتے ہیں چونکہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پرزور دلائل و براہین کے سامنے ایک منٹ کے واسطے بھی ٹھیر نہیں سکتے انھوں نے بھی اپنے بچاؤ کی یہی تجویز کی ہوئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو بدظن کرتے ہیں چنانچہ اسکی تازہ مثال ہم آریہ سماج قادیان کا دوسرا سالانہ جلسہ پیش کرتے ہیں جبکہ پنڈت رام بھجدت صاحب نے بعض نمائشی طور پر اپنی چرب زبانی سے ان لوگوں کو جو جلسہ میں موجود تھے یہ مغالطہ دینا چاہا کہ آریہ سماج گویا حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مباحثہ کرنیکو طیار اور آمادہ ہے اور ہمنے (خاکسار ایڈیٹر) اس مغالطہ کو اسی مجلس میں رفع کیا اور پنڈت رام بھجدت صاحب اور انکے رفقا کو کوئی معقول جواب نہ دیا تو انھوں نے اُٹھکر عام مسلمانوں کو مخاطب کرکے کہا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے جو کہتا ہے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حضرت مسیح کی قوتوں کے ساتھ آیا ہوں اور یہ وہ شخص ہے جو جہاد کو جو ہمیشہ سے جائز چلا آتا تھا حرام ٹھیراتا ہے" اسموقع پر اس پنڈت نے ہوشیاری کے ساتھ مخالفت جہاد کے فتویٰ میں سے دو تین شعر بھی پڑھ کر سنائے۔ غرض اس سے کیا تھی؟ یہی کہ عام مسلمانوں کی ہمدردی اسطرح حاصل کریں مگر انکی یہ تجویز ان کے حق میں مفید نہ پڑی بلکہ نقصان دہ ثابت ہوئی۔ کیونکہ ان کی کارستانیوں کی حقیقت کھولدی گئی اسطرح پر وہ تمام اہل ملل اس قسم کی کوششیں کرتے رہتے ہیں جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زبردست دلائل کی رو کے آگے بہے جاتے ہیں کہ کسیطرح پر الغریق یتشبث بالحشیش ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے کے مصداق ہو کر بچ جاویں۔ اور اس سلسلہ کو نئے عقائد کہکر بدنام کریں۔ پایونیر کا نامہ نگار بھی اسی پیرایہ میں اپنا مطلب نکالنا چاہتا ہے مگر وہ یاد رکھے کہ ہمیں کامیاب نہیں ہو سکتا ان تجویزوں سے عیسائی مذہب کی ناکامی اور نامرادی کی قائل ہو چکے ہیں اور وہ آئندہ اس مذہب پر قائم نہیں رہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد پایونیر کا نامہ نگار تیسری غلط بیانی یہ کرتا ہے کہ گو وہ کہتے ہیں کہ ہم ملکی امن کے بدل خواہاں ہیں اور گو کسیطرح غریب اور حلیم الطبع ہیں **مگر اسکی حرکتوں پر ایک دو مرتبہ گورنمنٹ کو توجہ کرنی پڑی ہے**"

پایونیر کے اس اقتباس میں جو فقرہ ہمنے جلی کر دیا ہے۔ صریح غلط بیانی ہے جو سمجھ میں نہیں آتا کہ نامہ نگار صاحب کو اس کی جرأت کیوں ہوئی۔ پہلا فقرہ جو کہتے ہیں کے لفظ سے اسنے شروع کیا ہے اسکو بھی اسنے اسطرز سے ادا کرکے ایک واقعہ صحیحہ کے کمزور کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہم واقعات صحیحہ کی بنا پر زبردست شہادتوں کے ساتھ ثابت کرکے دکھائینگے کہ یہ نری کہنے ہی کی بات نہیں بلکہ فی نفس الامر میں ایسا ہی ہے ہم واقعی ملکی امن کے بدل خواہاں ہیں۔

(باقی نمبرہ میں انشاء اللہ تعالے)

دارالامان کا ہفتہ

اللہ تعالیٰ کے امر و منشاء کے ماتحت قادیان میں مارچ کی آخری تاریخوں میں پلیگ پھوٹ پڑی اور ۱۴ اور ۱۶ کے درمیان روزانہ اوسط موتوں کی ہے۔ بازار بند ہو گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ پلیگ آفیسر کو بذریعہ چٹھی قادیان کے مکانات کو ڈس انفیکٹ کرنیکی درخواست کی گئی تھی مگر ابھی تک اسطرف توجہ نہیں کیگئی اور پھر باشندگان قصبہ نے صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں بھی ایک درخواست دی ہے جو غالباً منظور ہو چکی ہے مگر ابھی تک کوئی ڈاکٹر قادیان میں صفائی مکانات وغیرہ کے واسطے نہیں آیا۔ باشندے گاؤں کو چھوڑ کر باہر کھیتوں اور میدانوں میں بسر کرنے لگے ہیں۔ وہ ہنسی ٹھٹھا جو چند روز پیشتر تھا اب کم ہو گیا ہے اور جو لوگ کہتے تھے کہ ہمارے گھروں میں طاعون بیشک پڑ جاوے لیکن مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط ہو جاوے وہ کیسے ایسے دعووں پر پچتاتے ہیں کیونکہ انکا دُہرا نقصان ہوا۔ طاعون بھی پھوٹ پڑی اور پیشگوئی بھی پوری ہوئی۔ حضرت اقدس نے کبھی یہ نہیں فرمایا تھا کہ قادیان میں طاعون نہ ہوگی۔ بہرحال اسوقت قادیان پر طاعون کا حملہ ہو سکتا ہے۔ تعلیم الاسلام سکول آخر اپریل تک فی الحال بند کر دیا گیا ہے۔ آج کل دارالامان میں آنے والے احباب فی الحال اپنے ارادہ کو ملتوی رکھیں تو مناسب ہے۔

خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ڈیرہ میں اس وقت تک پوری خیریت ہے کوئی بیمار بھی نہیں اور کوئی فوت بھی نہیں ہوا سب تندرست ہیں۔ اللہ جل شانہ سب کو امن و امان تندرست رکھے۔ ہاں قصبہ کے اندر ایک احمدی کی بیوی جو بہت دنوں سے بیمار چلی آتی تھی اور آخر اسکے سینہ سے خون آنے لگا تھا وہ فوت ہو گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دارالامان کی جماعت کو ہدایت فرمائی ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے اور تہجد پڑھیں اور توبہ کریں۔ راتوں کو ضرور اُٹھیں اور توبہ و استغفار کریں اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کیواسطے اور پھر کل احمدی جماعت حاضر و غائب قریب و بعید کی حفاظت کے لیے تضرع اور ابتہال سے دعائیں کریں۔ بیہودہ مجلسوں کو چھوڑ دیں تخلیہ اختیار کریں اور قرآن شریف کی تلاوت کرتے رہیں۔ غرض سچی اور حقیقی تبدیلی اپنے اندر پیدا کریں موت سے پہلے ایک موت اپنے اوپر وارد کریں۔ اُمید ہے کہ باہر کی احمدی جماعتیں بھی اسکو اپنا دستور العمل بنائیں گی۔

حضرت اقدس کی حالت صحت ابھی تک اچھی نہیں مرض کا دورہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعض وقت آپ نماز میں بھی شامل نہیں ہو سکتے۔

۲- آریہ سماج کا جلسہ بھی اپریل کی ابتدائی تین تاریخوں میں ہوا۔ رپورٹ اگلی اشاعت میں انشاء اللہ نکلیں گے البتہ یہ قابل ذکر امر ہے کہ نگر کیرتن کے دن یوگندر پال نے ایک تقریر میں جو چوک میں انھوں نے کی تھی کہا تھا کہ ہم قادیان کو طاعون سے پاک کر دینگے کیونکہ ہم کل ہون کرینگے جس سے ہوا صاف ہو جاوے گی۔ خدا کی قدرت ہے کہ اسی ہون کے دن سے اموات کی تعداد بڑھ گئی اور زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ آریہ سماج کے ایک سرگرم ممبر صاحب کی کنیا بھی اسی پلیگ کی وجہ سے فوت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم کرے

۳- لاہور سے حکیم محمد شریف صاحب آئی ڈاکٹر نے

نوشدہ و گذشتہ سال کی اشتمال وہ تقریریں پیوٹ اگلی اشاعت میں کریں گے۔ ایڈیٹر

بھیجے تریاق کی دو شیشیاں اور حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکماء نے ایک شیشی بغرض تجربہ ہماری اطلاع کیلئے بھیجی ہیں جو ہمنے تقسیم کر دی ہیں۔ نتیجہ سے ہم پبلک کو اطلاع دینگے لیکن دو تین شیشیاں کافی نہیں ہو سکتی ہیں ہمنے صاحبان موصوف کو توجہ دلائی ہے کہ وہ زیادہ مقدار دوائی کی بھیجیں

ہم بیماری کی وجہ سے ہمارے عملہ کے کارپرداز گو اللہ تعالےٰ کا فضل ہے کہ اسوقت تک تندرست ہیں) بھی سہم گئے ہیں اور سُست ہو گئے ہیں اور بعض کی بیماری اور عزیزوں میں کسی کے انتقال کیوجہ سے غیر حاضر باش ہونے لگی ہیں اسلیے ناظرین ہمیں معذور سمجھیں۔ اگر ہماری طرف سے اشاعت اخبار میں کوئی فروگذاشت یا توقف ہو۔ خدا تعالیٰ کا مقابلہ کون کر سکتا ہے۔

۵۔ مقدمہ کی تاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۰۵ء مقرر ہو چکی ہے لالہ چندو لال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول جنکی عدالت میں یہ مقدمہ ہو رہا تھا تبدیل ہو گئے ہیں اور اب رائے آتما رام صاحب نئے مجسٹریٹ ہوشیارپور سے انکی جگہ تشریف لائے ہیں۔ اس سے زیادہ مقدمہ کے متعلق کوئی اور خبر نہیں ہے۔

طاعون

طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک الہام یہ بھی ہے جو آپ نے مندرجہ بالا عنوان اشتہار مورخہ ۱ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا لکھا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

وَاِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ کے متعلق الحمد للہ حضرت نے جو کچھ لکھا ہے بطور یاد دہانی درج کیا جاتا ہے۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ و استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کیلیے رو رو کر دعا کریں۔ پچھلی رات اٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے۔ اسلیے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ میں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کرکے اس بلا کے دور کرنے کیلیے خدا تعالیٰ سے دعائیں کریں تا یہ بلا ٹل جاوے یا اُس حد تک نہ پہنچے کہ اس ملک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اُسکا غضب بھی کھا جانیوالی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالےٰ ضائع نہیں کرتا مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔

نظم

ہر بسیار خدا کی بے نیاز و سخت قہار ... نہ پندارم کہ بیرون جانے تو گمی

مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آن مردے ... کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفار ست و ستارے

پوسٹل ریویو

محکمہ ڈاکخانہ سے متعلق مظلومانِ ڈاکخانہ کی حمایت میں جو سلسلہ ہم نے شروع کیا ہے۔ وہ ایک حد تک مفید ثابت ہوا ہے اور آئندہ اسکے بہت کچھ مفید ثابت ہونے کی توقع ہے۔ ڈاکخانے کے ملازموں نے اسکو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے اور افسران ڈاکخانہ نے اس پر توجہ فرمائی ہے۔ چنانچہ جناب ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند نے اپنی خاص چٹھی کے ذریعہ الحکم کا وہ پرچہ طلب کیا ہے جس میں جلال الدین اور ویری رتن کے کیس کا ذکر ہے۔ اور ایسا ہی صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل نے بھی اپنی چٹھی کے ذریعہ الحکم کا پرچہ مانگا ہے۔ ہم منتظر ہیں کہ صاحبانِ ممدوح کی طرف سے کیا جواب موصول ہوتا ہے ہم اس جواب کو انشاء اللہ شائع کریں گے۔ ہمیں کامل یقین ہے کہ ہماری آواز انشاء اللہ تعالےٰ بے اثر نہ رہیگی۔ اور اس کا کوئی مفید نتیجہ پیدا ہوگا۔ اور کم از کم یہ تو یقینی بات ہے کہ ہمارے پوسٹل ریویو کی وجہ سے بہت سی بد نظمیوں کی اصلاح ہو جانے کی توقع ہے۔

پوسٹل ڈیپارٹمنٹ میں ترقیاں کیونکر ملتی ہیں؟

یہ سوال اس محکمہ کے متعلق ہمیشہ قابل غور اور حل طلب رہیگا۔ کہ محکمہ ڈاک میں ترقیاں دیے جانیکا اصول کیا ہے؟ ہر ایک شخص جو اس راز سے ناواقف اور ناآشنا ہے شاید یہ کہدیگا کیو اسطے طیار ہوگا کہ گریڈیشن لسٹ کے موافق ترقیاں ملتی ہیں لیکن ہمارے ان مضامین کے سلسلے کو پڑھنے والے معلوم کرلینگے کہ گریڈیشن لسٹ ترقیوں کیلئے کوئی قاعدہ نہیں ہے بلکہ ترقیاں کسی اور اصول پر ملتی ہیں جسکی تصریح ڈاکخانہ کے قواعد اور ریگولیشن میں نہیں ملیگی۔ اور ہم واقعات کو پیش کر کے ڈاکخانہ کی ہائی اتھارٹیز سے سوال کرنے کا حق رکھینگے کہ اگر گریڈیشن لسٹ ہی کے موافق ترقیاں دیجاتی ہیں تو پھر ان اشخاص کو جنکا ذکر وقتاً فوقتاً ہم کرینگے کس اصول پر ترقیاں ملی ہیں۔ اور اس کا جواب دینا آسان نہیں ہوگا۔

بظاہر گریڈیشن لسٹ سے یہی غرض ہے کہ ترقی اس کے موافق دیجاوے لیکن جب کوئی موقع ترقی کا آتا ہے تو مستحق اور غیر مستحق اپنی جگہ کوشش کرتے ہیں کہ ترقی ملجاوے اس صورت میں ان لوگوں کا رسوخ اور تعلق بڑھا ہوا ہوتا ہو خواہ وہ غیر مستحق ہی کیوں نہ ہوں انکو ترقی ملجانی بہت ہی آسان ہوتی ہے اور حقداروں کو منہ دیکھتے رہ جانا پڑتا ہے۔ اور پھر انکو محروم کرنے کے وجوہات پر غور کرلی جاتی ہے۔ اس کے کہیں تو یہ کہکر ٹال دیا جاتا ہے کہ اسکی رپورٹ اچھی نہیں ہے اور کہیں یہ کہدیا جاتا ہے کہ اس کے خدمات عمدہ نہیں ہیں۔ اور غیر مستحقین کے لئے خاص حق قابلیت عمدہ خدمات یا سپارش سپرنٹنڈنٹ یا اور ایسے اصول وضع کرلئے جاتے ہیں اور اصل حقداروں کو اس طرح پر محروم کردیا جاتا ہے۔ اس ظلم اور حق تلفی کے ذمہ وار اعلےٰ افسر نہیں ہوتے بلکہ وہ عملہ ماتحت ہوتا ہے۔ جو اپنی ناواقفی یا ارادی کارروائی سے کسی معاملہ کو اپنی حسب مرضی پیش کرنے کی جرات کرتا ہے اور یہ جرات اس کو اس غلطی کے اختیار نوٹ نویسی سے پیدا ہو جاتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ پوسٹل اگزن نام ایک اخبار ریاں سے جاری ہوا تھا مگر افسوس زمانہ کی نامساعدت نے اسے زندہ نہ رہنے دیا۔ ملک کو ملازمان ڈاکخانہ کی ناقدردانی کی شکایت نہ تھی۔ بلکہ ابتک بھی اس کے پاس درخواستیں آتی رہتی ہیں مگر نامعلوم اسباب کی بنا پر اسے اپنا اورگن بند کرنا پڑا اس میں بھی اس سلسلہ پر بحث کیگئی تھی اور بعض نام پیش کئے گئے تھے جنکی بابت کہا جاتا تھا کہ گریڈیشن لسٹ کے خلاف انکو ترقی ملی ہے۔ مگر ہم ان ناموں کو فی الحال چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پیش کرتے ہیں۔ ممکن ہے جو الفاظ پیش ہمیں ملی ہے وہ غلط ہو لیکن اسکی اصلاح کرنا یہ ڈاکخانہ کی ہائی اتھارٹیز کا کام ہوگا اور اسکی صورت محکمہ ہی ہو سکتی ہے کہ پوری تفتیش کیجاوے اور پھر اس فیصلہ کو پبلک میں

نہیں کہا جاوے تاکہ کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ رہے۔

ہم اگلی اشاعت میں اس سلسلے کو شروع کریں گے اور دکھائیں گے کہ ان کو ڈاکخانہ کی پیش کردہ گریڈیشن لسٹ کے سوائی ترقی نہیں دی گئی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ دیوی دتال کو اب بیس روپیہ ماہوار پر لگا دیا گیا ہے۔ لیکن سوال تو بدستور قائم رہیگا۔ کہ ان وجوہات کو ظاہر کیا جاوے جن کی بنا پر اسے ایک ہی جرم میں نصف ماہوار پر تنزل کیا گیا اور اس کے ساتھ والے کو کوئی سزا نہ ملی۔

پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر میں اندھیر

الحکم کے جن مضامین میں ڈاکخانہ کے متعلق امور پر بحث کی ان کی ایک ایک کاپی صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر اور ڈائرکٹر جنرل کے دفتر میں بھیجی تھی مگر افسوس کی بات ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر میں ان کی طلبی پر دوبارہ ۲۶ مارچ ۱۹۰۳ء کو ہم نے الحکم کے تین پرچے یکجا کر کے روانہ کئے اور اسی ڈاک میں صاحب ڈائرکٹر جنرل بہادر ڈاکخانجات کو بھی روانہ کئے۔ مگر آج تعجب ہے کہ صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر سے پھر خط پہنچا ہے کہ الحکم نہیں آیا ہم نے خود اپنے ہاتھ سے بند کر کے اپنے سامنے تھیلہ ڈاک میں بند کرایا ہے اور اس پر مہر پوسٹنگ آفس میں تسلی کر لی۔ مگر نہیں معلوم کہ وہ کہاں گیا۔ کیا اس طرح ہمارے قلم کو روکا جاوے گا۔ اور ہماری تحریریں پوسٹ ماسٹر جنرل تک نہ پہنچنے دیں گے۔ ہم نیچے اس خط کو بھی درج کرتے ہیں جو صاحب پوسٹ ماسٹر جنرل کو لکھا تھا جس کے ساتھ ۲۶ مارچ کو الحکم روانہ کیا ہے۔ بہتر ہے صاحب بہادر پہلے اس کی تحقیقات فرماویں۔ اور آج الحکم کے وہی نمبر تیسری مرتبہ بصیغہ رجسٹری بھیجے ہیں۔

وہ چٹھی یہ ہے

عالی جناب

آپ کی چٹھی کے حوالہ الحکم نمبر ۵ و ۶ جناب کی خدمت میں اس غرض سے مکرر بھیجتا ہوں کہ آپ ان مضامین کو جو محکمہ ڈاک کے متعلق لکھے گئے ہیں۔ ان پر توجہ فرماویں۔ خصوصیت کے ساتھ آپ کی توجہ اس مضمون پر مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جو دیوی دتال اور رجلال الدین کے نام سے میں نے لکھا ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ جناب پوری توجہ فرما کر اصل معاملہ کو معلوم کریں گے۔ اور ہم آپ سے متشکر فرمائیں گے۔ کہ آپ نے ہمکو نوٹس لیا ہے۔ تاکہ میں آئندہ ریمارک کے قابل ہو سکوں۔ اور پبلک اور آپکا محکمہ خصوصیت کے ساتھ آپ کا شکرگذار ہوگا۔

میں التماس کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے محکمہ ڈاک کے شائع ہوئے ہوئے اشتہار اور ضروری احکام خصوصاً گریڈیشن لسٹ بھیجے جایا کریں۔ تاکہ میں اپنے اخبار میں اس مضمون ڈاکخانہ پر اچھی طرح لکھ سکوں۔ اگر یہ کاغذ کسی قیمت پر ملتے ہیں۔ جیسا ابھی تک مجھے علم نہیں تو میں قیمتاً لینے کو بھی طیار ہوں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جناب ان امور کا کافی جواب عطا فرمائیں گے۔

از دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب ۲۶ مارچ ۱۹۰۳ء

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ

۲۴ مارچ کے الحکم میں جو مضمون اس عنوان کے نیچے درج ہوا ہے وہ اسی جگہ پر ختم ہو گیا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسقدر تقریر فرمائی تھی کہ عصر کی اذان ہو گئی اور نواب صاحب اور مشیر اعلیٰ صاحب خاموش ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اذان میں باتیں کرنی منع نہیں ہیں آپ اگر کچھ اور بات پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں کیونکہ بعض باتیں انسان کے دل میں ہوتی ہیں اور وہ کسی وجہ سے انکو نہیں پوچھتا اور پھر رفتہ رفتہ وہ برا نتیجہ پیدا کرتی ہیں جو شکوک پیدا ہوں انکو فوراً باہر نکالنا چاہیے یہ بری غذا کی طرح ہوتی ہیں اگر نکالی نہ جاویں تو سوء ہضمی ہو جاتی ہے جب یہ حضرت فرما چکے تو سلسلہ کلام حسب ذیل طریق پر شروع ہوا۔

(ایڈیٹر)

مشیر اعلیٰ میرے نزدیک اہم امور یہی تھے جو ان الفاظ کے متعلق میں نے پوچھے ہیں۔

نواب صاحب۔ حضرت کے اشتہار میں بھی یہی ہے اور منہ بانی بھی وہی ارشاد فرمایا ہے

حضرت اقدسؑ۔ دراصل انسان کو بعض اوقات بڑی ہی مشکلات پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فضل اسکے شامل حال نہ ہو تو وہ ان مشکلات میں پڑ کر ہدایت اور حقیقت کی راہ سے دور جا پڑتا ہے یہود کو بھی اسی قسم کی مشکلات پیش آئے انہوں نے توریت میں بھی یہی پڑھا تھا کہ خاتم الانبیاء ان ہی میں سے ہوگا وہ ان ظاہر الفاظ پر جمی ہوئی تھی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو انکو آپ کے قبول کرنے میں یہی دقت اور مشکل پیش آئی کہ خاتم الانبیاء تو ہم میں سے ہی ہوگا + مگر انکی یہی غلطی تھی جو کچھ سمجھا ہے وہ غلط سمجھا ہے۔ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسماعیل میں سے ہونیوالا تھا اگر وہ بھی تمہارے بھائی ہیں + تم اس سوال پر مت جھگڑو بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نبوۃ کے ثبوت دیکھو آیا ان میں ہیں یا نہیں جبکہ انبیاء علیہم السلام کے خود جو نشانات ہیں اسکے ساتھ ہیں تو پھر تمہیں ماننے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے +

اسیطرح پر انہوں نے ملاکی نبی کی کتاب میں پڑھا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے اتریگا لیکن جب حضرت مسیح نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو اسوقت یہود اسی ابتلا میں پھنسے انہوں نے مسیح سے یہی سوال پیش کیا کہ ایلیا کا آسمان سے آنا ضروری ہے وہ یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ سچ مچ وہی ایلیا آئیگا۔ وہ اسیطرح پر وہ یہ معنی سمجھنے میں حق پر تھے کیونکہ اس سے پہلے کوئی ایسا واقعہ اور نظیر انہیں موجود نہ تھی + لیکن حضرت مسیح نے یہی کہا کہ آنیوالا ایلیا یوحنا بن زکریا کے رنگ میں آگیا ہے + وہ اس بات کو بھلا کب مان سکتے تھے ایک یہودی نے اس مضمون پر ایک کتاب لکھی ہے اور وہ لوگوں کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ ان واقعات کے ہوتے ہوئے ہم مسیح پر کسطرح ایمان لاویں بلکہ وہ یہ بھی لکھتا ہے کہ اگر ہم سے مواخذہ ہوگا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھولکر آگے رکھدینگے۔

غرض خاصہ انقلاب پر آنیوالے بعض اوقات بعض

کہا جاتے ہیں پیشگوئیوں میں استعارات اور مجازات
سے ضرور کام لیا جاتا ہے۔ جو شخص انکو ظاہر الفاظ کے
ہی حمل کر بیٹھتا ہے اُسے عموماً ٹھوکر لگجاتی ہے +
اصل بات یہ ہے کہ ایسے موقعہ پر یہ دیکھنا ضروری
ہوتا ہے کہ آیا جو شخص خدا کیطرف سے آنیکا مدعی ہے وہ
ان معیاروں کے رو سے سچا ٹھہرتا ہے یا نہیں جو صداقت
بازوں کے لیے مقرر ہیں؟ پس اگر وہ ان معیاروں
کے رو سے صادق ثابت ہو تو سعادتمند اور متقی کا
یہ فرض ہے کہ اسپر ایمان لاوے۔ سو یاد رکھنا چاہیے
کہ انبیاء کی شناخت کے لیے تین بڑے معیار ہوتے
ہیں۔

اوّل یہ کہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بھی انکی مؤید ہیں
یا نہیں۔

دوئم انکی تائید میں سماوی نشانات صادر ہوتے
ہیں یا نہیں۔

سوئم نصوص عقلیہ انکے ساتھ ہیں یا نہیں یا آیا
وقت اور زمانہ کسی ایسے مدعی کی ضرورت بھی بتاتا ہے
یا نہیں؟ ان تینوں معیاروں کو ملا کر جب کسی مامور
اور راستباز کی نسبت غور کیا جاوے گا تو حقیقت کھل
جاتی ہے۔

میرا دعویٰ ہے کہ میں خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا
ہوں اب میرے دعویٰ کو پرکھکر دیکھلو کہ آیا
یہ ان تین معیاروں کے رو سے سچا ثابت
ہوتا ہے یا نہیں۔

سب سے پہلے دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ وقت کسی مدعی کی
ضرورت کا داعی ہے یا نہیں؟ بس ضرورت تو ایسی
صاف ہے کہ اسپر زیادہ کہنے کی ہمیں ضرورت ہی نہیں اسلام
پر اس صدی میں وہ وہ حملے کیے گئے ہیں جنکے سننے اور
بیان کرنے سے ایک مسلمان کے دل پر لرزہ پڑتا ہے +
سب سے بڑا فتنہ اس زمانہ میں نصاریٰ کا فتنہ ہے جنہوں
نے اسلام کے استیصال کے واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت
ہی نہیں کیا انکی کتابوں اور رسالوں اور اخباروں
اور اشتہاروں کو جو اسلام کے خلاف ہیں اگر جمع کیا جاوے
تو ایک بڑا پہاڑ بنجاتا ہے اور پھر تیس لاکھ کے قریب مرتد
ہو چکے ہیں + اسکے ساتھ آریوں - برہموں اور دہریہ
آزاد خیال لوگوں کو ملا لیا جاوے تو پھر دشمنان اسلام کے
حملوں کا وزن اور بھی بڑھ جاتا ہے - اب ایسی صورۃ میں کہ اسلام
کو پاؤں کے نیچے کچلا جا رہا ہے کیا ضرورت نہ تھی کہ خدا
تعالیٰ اپنے سچے دین کی حمایت کرتا اور اپنے وعدہ کے
موافق اسکی حفاظت فرماتا - اور اگر عام حالت کو دیکھا
جاوے تو وہ ایسی خراب ہے کہ اسکے بیان کرنے سے شرم
آتی ہے فسق و فجور کا وہ حال ہے کہ علانیہ بازاری
عورتیں بدکاری کرتی ہیں - معاملات کی حالت بگڑی
ہوئی ہے تقویٰ و طہارت اُٹھ گیا - وہ لوگ جو
اسلام کے حامی اور محافظ شرع متین کہلاتے تھے
انکی خانہ جنگی اور اپنی عملی حالت کی کمزوری نے اور بھی
ستم برپا کر رکھا ہے عوام جب انکی حالت بد دیکھتے ہیں
تو وہ حدود اللہ کے توڑنے میں اور بھی دلیری سے کام
لیتے ہیں + غرض اندرونی اور بیرونی حالت بہت ہی
خطرناک ہو رہی ہے -

پھر دیکھنا ہے کہ آیا قرآن شریف اور احادیث صحیحہ میں
کسی آنیوالے کا وعدہ دیا گیا ہے سو قرآن شریف نے
بڑی وضاحت کے ساتھ دو سلسلوں کا ذکر کیا ہے
ایک وہ سلسلہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع
ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پر آکر ختم ہوا - اور دوسرا
سلسلہ جو اسی سلسلہ کے مقابل پر واقع ہوا ہے وہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ ہے چنانچہ توریت میں
بھی آپکو مثیل موسیٰ کہا گیا اور قرآن شریف میں بھی
آپ کو مثیل موسیٰ ٹھیرایا گیا ہے جیسے فرمایا ہے
اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ

كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۔ چودھویں
حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلسلہ حضرت مسیح علیہ السلام
پر آکر ختم ہو گیا اسی سلسلہ کی مماثلت کے لیے ضروری
تھا کہ اسیوقت اور اسی زمانہ پر جب حضرت مسیح حضرت
موسیٰ کے بعد آئے تھے مسیح محمدی بھی آتا۔ اور یہ بالکل
ظاہر اور صاف بات ہے کہ مسیح موسوی چودھویں صدی
میں آیا تھا اس لیے ضروری تھا کہ مسیح محمدی بھی
چودھویں صدی میں آتا اگر کوئی اور نشان اور شہادت
نہ بھی ہوتی تب بھی اس سلسلہ کی تکمیل چاہتی تھی
کہ اسوقت مسیح محمدی آوے مگر یہاں تو صدہا اور
نشان اور دلائل ہیں پھر آنیوالے کو اسی امت میں سے
ٹھیرایا گیا ہے جیسے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنكُمْ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي
الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ
میں فرمایا گیا ہے اور ایسا ہی احادیث میں بھی آنیوالا
اسی امت سے ٹھیرایا گیا ہے جبکہ فرمایا ہے وَإِمَامُكُمْ
مِنكُمْ۔ اب نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ بوضاحت
شہادت دیتے ہیں کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت
میں سے ہوگا۔ اور ضرورۃ بجائے خود داعی
ہے کیونکہ اسلام پر سخت حملے ہو رہے ہیں اور کوشش
کیجاتی ہے کہ جہانتک ان مخالفوں کا بس چلے اسلام
کو نابود کر دیں۔ پھر دیکھنے کے قابل یہ بات ہے
کہ اسکے آنیکا وقت کونسا ہے۔ سلسلہ موسوی کی یہ تحقیق
مماثلت تامہ کا تقاضا صاف طور پر ظاہر کرتا ہے کہ
آنیوالا مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا چودھویں
صدی میں آنا چاہیے۔ اسکے علاوہ احادیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ اسکے آنیکا وہ وقت ہے جبکہ صلیب پرستی کا
غلبہ ہوگا کیونکہ کسر صلیب اسکا کام ٹھیرایا گیا ہے
ان سب کے علاوہ ایک انقلاب عظیم کی خبر قرآن شریف سے
معلوم ہوتی ہے کہ وہ اسوقت آئیگا وہ انقلاب کیا

ہے؟ سواری بھی بدل جاوے گی اونٹوں کی بجائے اور
کی سواریاں بیکار ہو جائیں گی اب دیکھو کہ ریلوں کے ایجاد
نے اس پیشگوئی کو کسطرح پورا کیا ہے اور اب تو یہ حال
ہے کہ حجاز ریلوے جو بن رہی ہے تو تھوڑے عرصہ بعد
مدینہ اور مکہ کے درمیان بھی ریل ہی دوڑتی نظر
آئیگی۔ اور پھر اخبارات اور رسالجات کی اشاعت کے اسباب
کا پیدا ہو جانا جیسے پریس ہے ڈاکخانہ ہے اور تاروں
کے ذریعہ سے کل دنیا ایک شہر کے حکم میں ہو گئی ہے
دریا چیرے گئے ہیں اور نہریں نکالی جا رہی ہیں۔
طبقات الارض کے عالموں نے زمین کے طبقات کو
کھود ڈالا ہے غرض وہ تمام ایجادات اور علوم و فنون
کی ترقیاں جو مسیح موعود کے زمانہ کی علامتیں ہیں سے
قرار دیگئی تھیں وہ پوری ہو رہی ہیں اور ہو چکی ہیں
اسکے بعد انکار اور شبہ کی کونسی گنجائش باقی رہتی ہے
اسوقت خدا تعالیٰ کیطرف سے کسیکا آنا اور مامور ہونا
افسوسناک بات نہیں بلکہ افسوسناک یہ امر ہوتا اگر
کوئی مامور ہو کر نہ آیا ہوتا ان علامات اور نشانات
کو چھوڑ کر ایک اور بات بھی اسکی تائید میں ہے اور وہ
یہ ہے کہ تمام اولیاء امت اور اکابر امت جو پہلے ہو گذرے
ہیں انھوں نے قبل از وقت میرے آنے کی خبر دی ہے
بعض نے میرا نام لیکر پیشگوئی کی ہے اور بعض نے اور
الفاظ میں بھی کی ہے ان میں سے شاہ نعمت اللہ ولی نے
شہادت دی ہے اور میرا نام لیکر بتایا ہے ایسا ہی ایک
اہل اللہ بزرگ گلاب شاہ مجذوب تھے جنھوں نے ایک
شخص کریم بخش ساکن جمالپور ضلع لودھیانہ سے میرا
نام لیکر پیشگوئی کی ہے اور اس سے کہا کہ وہ قادیان میں
ہے کریم بخش کو قادیان کا شبہ ہوا کہ شاید لودھیانہ کے
قریب کی قادیان میں ہوں مگر آخر اس نے بتایا کہ یہ
قادیان نہیں اور اسنے یہ بھی بتایا کہ وہ لودھیانہ پر
آئے گا اور مولوی انکی مخالفت کرینگے۔ چنانچہ انکا

یہ سارا بیان چھپ چکا ہے اور گل گاؤں کریم بخش کی راست
بازی اور نیکوکاری کی شہادت دیتا تھا + اور جس وقت
وہ بیان کرتا تھا تو رو پڑتا تھا۔ اس نے گلاب شاہ سے
یہ بھی کہا کہ عیسیٰ تو آسمان سے آئے گا اُسنے جواب دیا
کہ جو آسمان پر چلا جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آیا کرتا۔ اب
پیشگوئی کے موافق کریم بخش میری جماعت میں داخل ہوا
بہت سے لوگوں نے اسکو ڈرایا اور منع بھی کیا مگر اُسنے
کہا کہ میں کیا کروں یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے میں اس
شہادت کو کیونکر چھپاؤں۔ غرض اسطرح بہت سے لوگ
اُمت گذرے ہیں جنہوں نے میرے لیے پیشگوئی کی
اور پتہ بتایا۔ بعض نے تاریخ پیدائش بھی بتائی جو

چراغ دین ۱۲۶۸ ہے

اور اسکے علاوہ وہ نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بتائے تھے وہ بھی پورے ہو گئے منجملہ اُن کے ایک
کسوف وخسوف کا نشان تھا جبتک کہ یہ کسوف
وخسوف کا نشان نہیں ہوا تھا یہ مولوی جو اب میری
مخالفت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بھی تکذیب کر رہے ہیں اسکی سچائی کے قائل تھے اور یہ
نشان بتاتے تھے کہ مسیح ومہدی کا یہ نشان ہوگا کہ
رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن ہوگا۔
لیکن جب یہ نشان میرے دعوے کی صداقت کی شہادت
کے لیے پورا ہو گیا تو پھر جس منہ سے اسکا اقرار کیا کرتے
تھے اُسی منہ سے انکار کرنے والے ٹھیرے کسی نے تو سرے
سے اس حدیث ہی کا انکار کر دیا اور کسی نے اپنی کم فہمی
اور نادانی سے یہ کہدیا کہ چاند کو پہلی تاریخ کو گرہن ہونا
چاہیئے حالانکہ پہلی رات کا چاند تو خود گرہن ہی میں ہوتا
ہے اور علاوہ بریں حدیث میں تو قمر کا لفظ ہے جو پہلی
رات کے چاند پر بولا ہی نہیں جاتا + غرض اسطرح جسقدر
نشان تھے وہ پورے ہو گئے مگر یہ لوگ ہیں کہ محض
میری مخالفت کی وجہ سے خدا تعالیٰ اور اسکے رسول
پاک رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کر رہے
ہیں اور آپ کی تکذیب کی بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔

ان نشان اور علامات کے بعد پھر یہ بات بھی دیکھنے
کے قابل ہوتی ہے کہ کیا مدعی کے اپنے ہاتھ پر کوئی نشان
اسکی تصدیق کے لیے ظاہر ہوا ہے یا نہیں؟ اسکے لیے
میں کہتا ہوں کہ اسقدر نشان اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیے ہیں
کہ انکی تعداد ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں اور ہزاروں تک
پہونچی ہوئی ہے اور اگر میری جماعت کو خدا تعالیٰ کی
قسم دیکر پوچھا جاوے تو میں اُمید نہیں کرتا کہ کوئی شخص
ایک بھی ایسا نکلے جو یہ کہے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا
اور پھر یہ کہ نشانوں کی بارش برس رہی ہے۔ اولیاء کی
اسی لیے حرمت اور تکریم کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے
ساتھ جو تعلق رکھتے ہیں اس تعلق کا ایک نمونہ اور سچا
نمونہ پیش کرتے ہیں یعنی خوارق کا صدور ان سے ہوتا رہتا
ہے اور نشانات ہی سے وہ واجب العزۃ ہوتے ہیں پھر
اس صورت میں مجھے حق ہے کہ وہ لوگ جو میری اسبات پر

کہ میں امام حسین سے افضل ہوں

گھبراتے ہیں بجائے اسکے کہ مجھ پر اعتراض کریں قطعی طور پر
میرے مقابلہ میں آویں میں اُن سے پوچھوں گا کہ جس
قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے
پیش کرتا ہوں اس قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو۔
اور پھر اسی قدر تعداد میں دکھاؤ۔ میں مرثیہ نہیں سنونگا
بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا۔ جسکو جو ضد ہے اور
امام حسین کو سجدے کرتے ہیں وہ اُن کے خوارق اور نشانات
کی فہرست پیش کریں اور دکھائیں کہ کسقدر لوگ اُن واقعات
کے گواہ ہیں + اس مقابلہ میں یقیناً یہ ماننا پڑیگا کہ واقعات
میں تناقض ہو۔ مبالغہ سے ایک بات کو پیش کر دینا اور
اور حقیقی طور سے واقعات کی بنا پر اسے ثابت کر دکھانا
مشکل ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ جو خدا تعالیٰ کا سچا پرستار ہے

کسی دوسرے کیا واسطہ؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ ثابت کیا جاوے کہ آیا وہ شخص جو خدا کیطرف سے ہونیکا مدعی ہے اپنے ساتھ دلائل اور نشانات بھی دکھاتا ہے یا نہیں جب ثابت ہو جاوے کہ وہ واقعی خدا کیطرف سے ہے تو اسکا فرض ہے کہ اپنی ارادت کو منتقل کرے۔

غرض

یہ تین ذریعے ہیں جن سے ہم کسی مامور من اللہ کو شناخت کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں میرا سلسلہ منہاج نبوۃ پر قائم ہوا ہے اس منہاج کو چھوڑ کر جو اسکو آزمانا چاہے وہ غلطی کھاتا ہے اور اُسکو راہ راست مل نہیں سکتا۔ لیکن منہاج نبوۃ پر میرے ساتھ دلائل و براہین اور آیات اللہ کا زبردست لشکر ہے اگر کوئی اسپر بھی نہ مانے تو میں مجبور نہیں کر سکتا یہ کاروبار اور سلسلہ میرا قائم کردہ تو ہے نہیں خدا نے اسکو قائم کیا ہے اور وہی اسکی اشاعت کر رہا ہے انسانی تجاویز اور منصوبے پیچ نہیں سکتے آخر تھک کر رہ جاتے ہیں۔ وہ شخص بڑا ہی ظالم اور خبیث ہے جو خدا پر ایک بات گھڑ لیتا ہے اور پھر لوگوں کو کہتا ہے کہ مجھکو وحی ہوئی ہے ایسے لوگ دنیا میں کبھی بامراد اور کامیاب نہیں ہو سکتے خدا تعالیٰ ایسے مفتری اور ظالم کو مہلت نہیں دیتا۔ لیکن اگر ایک شخص خدا تعالیٰ کا نام لیکر ایک وحی پیش کرتا ہے اور خدا تعالیٰ اُسے سچا کرتا ہے اور اسکی تائید و نصرت کرتا ہے تو پھر اس سے انکار کرنا اچھا نہیں انسان کو چاہیے کہ شب پرست نہ ہو جب روشنی آ جاوے اس وقت بھی اس سے منہ موڑنا خوب نہیں۔ ہر شخص جو اعتراض اور نکتہ چینیاں رکھتا ہے اسکو چاہیے کہ اس دروازہ پر بیٹھکر اپنے شکوک کو رفع کرے لیکن جو یہاں تو بیٹھتا نہیں اور دریافت نہیں کرتا اور گھر جا کر نکتہ چینیاں کرتا ہے وہ خدا کی تلوار کے سامنے آتا ہے جس سے وہ بچ نہیں سکتا

دیکھو

افترا کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ اور مفتری ہمیشہ خائب و خاسر رہتا ہے قد خاب من افترٰی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ اگر تو افترا کرے تو تیری رگ جان ہم کاٹ ڈالیں گے اور ایسا ہی فرمایا من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا۔

ایک شخص ان باتوں پر ایمان رکھکر افترا کی جرات کیونکر کر سکتا ہے ظاہری گورنمنٹ میں ایک شخص اگر فرضی سرکاری بنجاوے تو اسکو سزا دیجاتی ہے اور وہ جیل میں بھیجا جاتا ہے تو کیا خدا ہی کی مقدس حکومت میں یہ اندھیر ہے کہ کوئی شخص جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونیکا کرے اور پکڑا نہ جاوے بلکہ اسکی تائید کیجاوے اسطرح تو دہریت پھیلتی ہے خدا تعالیٰ کی ساری کتابوں میں لکھا ہے کہ مفتری ہلاک کیا جاتا ہے پھر کون نہیں جانتا کہ یہ سلسلہ ۲۰ سال سے قائم ہے اور لاکھوں آدمی اسمیں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ باتیں معمولی نہیں بلکہ غور کرنیکے قابل ہیں محض ذاتی خیالات بطور دلیل مانے نہیں جا سکتے ایک ہندو جو گنگا میں غوطہ مار کر نکلتا ہے اور کہتا ہے میں پاک ہو گیا بلا دلیل اسکو کون مانے گا۔ ہر یک اس سے دلیل مانگے گا میں یہ نہیں کہتا کہ بلا دلیل میرا دعوے مان لو نہیں منہاج نبوۃ کے لیے جو معیار ہے اسپر میرے دعوی کو دیکھو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں خدا سے وحی پاتا ہوں اور منہاج نبوۃ کے تینوں معیار میرے ساتھ ہیں پھر اور میرے انکار کے لیے کوئی دلیل نہیں

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم یوں تو متفرق
کتب اور رسالجات میں درج ہے لیکن ہمنے محض اس لیے
کہ اسکو یکجائی طور پر اور مستقل طور پر الحکم کے مخصوص صفحوں
میں اسکو درج کرنا چاہا ہے کہ اول اس سے عام طور پر
یاددہانی ہوتی رہے۔ دوم کتابوں کو بہت ہی کم لوگ
دیکھتے ہیں اسطرح پر عام اشاعت ہو جاوے گی۔ سوم اس
حصہ تعلیم کے یکجا ہونے سے آپکی پاک لائف لکھنے والے کو
عظیم الشان فائدہ اور مصالح مل جاویگا (جسکا آرزو
مند حمیرزا ایڈیٹر الحکم بھی ہے) اس لیے جو لوگ ہمپر
اپنی کم فہمی کیوجہ سے یہ الزام قائم کریں کہ اخبار پُر کرنیکے
لیے ہمنے ایسا کیا ہے وہ ایسا اعتراض کرنے سے پہلے
الحکم کے اغراض و مقاصد اور اس پاک تعلیم کی اشاعت
کی ضرورت کو بخوبی سمجھ لیں اور یہ سوچ لیں کہ کس کی
پاک ہدایتوں کو اخبار پُری کہنے کو طیار ہوے ہیں اگرچہ
ہمکو امید نہیں کہ کوئی احمدی کہلا کر یہ جراءت
کرے لیکن احتیاطاً اس قسم کے غلط خیال کے پیدا ہونے
سے پہلے روکنے کے لیے ہمنے یہ نوٹ لکھدیا ہے اور
چونکہ اس سلسلہ کی بنیاد اشتہار بیعت سے شروع ہوئی
ہے۔ ہم اس سلسلہ کو اس اشتہار سے شروع کرتے ہیں
(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گذارش ضروری بخدمت ان صاحبوں کے جو بیعت کرنے کے لیے مستعد ہیں

اے اخوان مومنین ایدکم اللہ بروح منہ آپ سب صاحبوں پر
جو اس عاجز سے خالصاً للطلب اللہ بیعت کرنیکا ارادہ رکھتے
ہیں٭ واضح ہو کہ بالقاء رب کریم و جلیل (جسکا ارادہ

حاشیہ٭ تاریخ ہذا سے جو ۴ مارچ ۱۸۸۹ء ہے ۲۵ مارچ تک

ہے کہ سلسلہ اُنکو انواع و اقسام کے اختلافات اور غل
اور حقد اور نزاع اور فساد اور کینہ اور بغض سے جسنے انکو
بے برکت و نکما و کمزور کر دیا ہے نجات دیکر فاصبحتم
بنعمتہ اخوانا کا مصداق بنا دے مجھے معلوم ہوا
ہے کہ بعض فوائد و منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کیلیے

بقیہ حاشیہ صفحہ ہٰذا - یہ عاجز لودھیانہ محلہ جدید میں مقیم ہے اس عرصہ میں
اگر کوئی صاحب آنا چاہیں تو لودھیانہ میں ۲۰ تاریخ کے بعد آجاویں
اور اگر اس جگہ آنا موجب حرج و دقت ہو تو ۲۵ مارچ کے بعد جس
وقت کوئی چاہے قادیان میں بعد اطلاع دہی بیعت کرنیکے لیے حاضر
ہو جاوے مگر جس مدعا کے لیے بیعت ہے یعنی حقیقی تقویٰ اختیار
کرنا اور سچا مسلمان بننے کیلیے کوشش کرنا اس مدعا کو خوب یاد
رکھیں اور اس وہم میں نہیں پڑنا چاہیے کہ اگر تقویٰ اور سچا مسلمان
بننا پہلے ہی سے شرط ہے تو پھر بعد اسکے بیعت کی کیا حاجت ہے
بلکہ یاد رکھنا چاہیے کہ بیعت اس غرض سے ہے کہ تا وہ تقویٰ
کہ جو اول حالت میں تکلف اور تصنع سے اختیار کیجاتی ہے دوسرا
رنگ پکڑے اور برکت توجہ صادقین و جذبہ کاملین بیعت
میں داخل ہو جاوے اور اُسکا فیضان بجاے اور وہ مشکوٰتی انوار
دل میں پیدا ہو جاوے کہ جو عبودیت اور ربوبیت کے باہم
تعلق شدید سے پیدا ہوتا ہے جسکو متصوفین دوسرے
لفظوں میں روح قدس بھی کہتے ہیں جسکے پیدا ہونے کے بعد
خدا تعالیٰ کی نافرمانی ایسی بالطبع بُری معلوم ہوتی ہے
جیسی وہ خود خدا تعالیٰ کی نظر میں بُری و مکروہ ہے اور
نہ صرف خلق اللہ سے انقطاع میسر آتا ہے بلکہ بجز خالق
و مالک حقیقی ہر یک موجود کو کالعدم سمجھکر فنا نظری کا
درجہ حاصل ہوتا ہے سو اس نور کے پیدا ہونے کیلیے ابتدائی
تقویٰ جسکو طالب صادق اپنے ساتھ لاتا ہے شرط ہے جیسا
کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی علت غائی بیان کرنے میں
فرمایا ہے ھدًی للمتقین یہ نہیں فرمایا کہ ھدی
للفاسقین یا ھدی للکافرین ابتدائی تقویٰ جسکے

٭ نوٹ یہاں دنوں کا ذکر ہے جب آپ نے اشتہار بیعت دیا تھا۔ ایڈیٹر (ح)

مقدر ہیں یہ اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبان کے اسماء مبارکہ کو ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی معہ کسیقدر کیفیت کے (اگر ممکن ہو) اندراج پاویں اور پھر جب وہ اسماء مندرجہ کسی تعداد موزوں تک پہنچ جاویں تو ان سب ناموں کی فہرست تیار کر کے اور چھپوا کر ایک کاپی اسکی تمام بیعت کرنیوالوں کی خدمت میں بھیجی جاوے اور پھر جب دوسرے وقت میں نئی بیعت کرنیوالوں کا ایک معتد بہ گروہ ہو جاوے تو ایسا ہی ان کے اسماء کی بھی فہرست تیار کر کے تمام مبائعین یعنی داخلین بیعت میں شائع کی جاوے اور ایسا ہی ہوتا رہے جبتک ارادہ الٰہی اپنے اندازہ مقدر تک پہنچ جاوے یہ انتظام جسکے ذریعہ سے راستبازوں کا گروہ کثیر ایک ہی سلک میں منسلک ہو کر وحدت مجموعی کے پیرایہ میں خلق اللہ پر جلوہ نما ہو گا اور اپنی سچائی کے مختلف المخرج شعاعوں کو ایک ہی خط ممتد میں ظاہر کریگا خداوند عز و جل کو بہت پسند آیا ہے مگر چونکہ یہ کارروائی بجز اسکے باسانی و صحت انجام پذیر نہیں ہو سکتی کہ خود مبائعین اپنے ہاتھ سے اور خوشخط قلم سے بتفصیل اپنا تمام پتہ و نشان بتفصیل مندرجہ بالا بھیجیں اسلئے ہر ایک صاحب کو جو صدق دل اور خلوص تام سے بیعت کرنیکے لیے مستعد ہیں تکلیف دیجاتی ہے کہ وہ بخط خاص اپنے پورے پورے نام و ولدیت و سکونت مستقل و عارضی سے اطلاع بخشیں یا اپنے حاضر ہونیکے وقت یہ تمام امور درج کرا دیں اور ظاہر ہے کہ ایسی کتاب کا مرتب و شائع ہونا جسمیں تمام بیعت کرنیوالوں کے نام و دیگر پتہ و نشان درج ہو انشاء اللہ القدیر بہت سی خیر و برکت کا موجب ہو گا اور منجملہ ایک بڑی عظیم الشان بات یہ ہے کہ اس ذریعہ سے بیعت کرنیوالوں کا بہت جلد باہم تعارف ہو جائے گا اور باہم خط و کتابت کرنے اور افادہ و استفادہ کے وسائل نکل آئینگے اور غائبانہ ایکدوسرے کو دعائے خیر سے یاد کرینگے اور نیز اس باہمی شناسائی کی رو سے ہر ایک محل و موقعہ پر ایکدوسرے کی ہمدردی کر سکیں گے اور ایکدوسرے کی غمخواری میں یاران موافق و دوستان صادق کیطرح مشغول ہو جائینگے اور ہر ایک کو انہیں سے اپنے ہم ارادت لوگوں کے ناموں پر اطلاع پانے سے معلوم ہو جائیگا کہ اسکے روحانی بھائی دنیا میں کسقدر پھیلے ہوئے ہیں اور کن کن خط و خال و فضائل سے متصف ہیں سو یہ علم انپر ظاہر کریگا کہ خدا تعالیٰ نے کس خارق عادت طور پر اس جماعت کو تیار کیا ہے اور کس سرعت اور جلدی سے دنیا میں پھیلایا ہے اور اسجگہ اس وصیت کا لکھنا بھی موزوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے بھائی سے بکمال ہمدردی و محبت پیش آوے اور حقیقی بھائیوں سے بڑھ کر انکی قدر کرے انسے جلد صلح کر لیوے اور دلی غبار کو دور کر دیوے اور صاف باطن ہو جاوے اور ہرگز ایک ذرہ کینہ اور بغض ان سے نہ رکھے لیکن اگر کوئی عمداً ان شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں مندرج ہیں اور اپنی

بقیہ حاشیہ: حصول سے متقی کا لفظ انسان پر صادق آسکتا ہے وہ ایک فطرتی حصہ ہے کہ جو سعید وحشی کی خلقت میں رکھا گیا ہے اور ربوبیت اولیٰ اسکی مربی اور وجود بخش ہے جس سے متقی کا پہلا تولد ہے مگر وہ اندرونی نور جو روح القدس سے تعبیر کیا گیا ہے وہ عبودیت خالصہ تامہ اور ربوبیت کاملہ مستحکمہ کے پورے جوڑ و اتصال سے بطرز ثم انشأناہ خلقاً آخر کے پیدا ہوتا ہے اور یہ ربوبیت ثانیہ ہے جس سے متقی تولد ثانی پاتا ہے اور ملکوتی مقام پر پہنچتا ہے اور اسکے بعد ربوبیت ثالثہ کا درجہ ہے جو خلق جدید سے موسوم ہے

بقیہ حاشیہ: جس سے متقی لاہوتی مقام پر پہنچتا ہے اور [illegible]